اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۱

الفضل قادیان

ہفتہ میں چار بار

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ ١ـ

The ALFAZL QADIAN

نمبر ۹۴ | مورخہ ۹ مئی سنہ ۱۹۳۰ء | یوم جمعہ | مطابق ۹ ذوالحجہ سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے ÷

۴ مئی عشاء کے وقت موضع مینی متصل قادیان کے ایک بہت بڑے گٹے ہوئے گندم کے ذخیرہ میں آگ لگ گئی۔ قادیان سے دوسرے احباب کے علاوہ مدرسہ احمدیہ کے طلبہ ایک کثیر تعداد میں آناً فاناً پہنچ گئے اور قریباً دو سو گٹھے گندم کے جلنے سے بچا لئے ÷

امسال قادیان سے ۲۴ طلبہ مولوی فاضل کا امتحان دینے جا رہے ہیں جن میں سے ۱۸ جامعہ احمدیہ کے اور ۶ پرائیویٹ ہیں۔ چھ لڑکیاں بھی مولوی کا امتحان دیں گی۔ ان کے امتحان کا سنٹر قادیان ہی ہے ÷

۶ مئی گاندھی جی کی گرفتاری پر قادیان کے ہندوؤں نے ہڑتال کی۔ اور آریہ سکول کے لڑکوں نے ماتمی جلوس نکالا۔ جو شہر کے محلوں میں پھر کر ختم ہو گیا ÷

مزنگ (لاہور) میں احمدیوں پر شرمناک حملہ

گورنمنٹ پنجاب فوری توجہ کرے

۶ مئی۔ سید محمد اشرف صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ مزنگ (لاہور) بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ کل شام عین نماز کے وقت قریباً ڈیڑھ صد غیر احمدیوں نے مسجد احمدیہ پر حملہ کیا۔ حملہ ایک باقاعدہ سازش کے ماتحت کیا گیا۔ کیونکہ ڈھول کے ذریعہ پہلے منادی کرائی گئی تھی۔ کہ احمدیوں کو مسجد سے نکال دیا جائیگا۔ اور غیر احمدیوں کو کثرت سے جمع ہونے کے لئے کہا گیا تھا۔ احمدیوں کو دقت سے بہت ہی تھوڑا عرصہ پہلے اس کا علم ہوا۔ اور ہم نے پولیس میں اطلاع دیکر درخواست کی۔ کہ فوری انتظامات کئے جائیں۔ لیکن پولیس چونکہ مدافعت کے لئے ناکافی تھی۔ اس لئے وہ علیحدہ کھڑی تماشا دیکھتی رہی جبکہ حملہ آور احمدیوں کو پیٹتا۔ اور مسجد سے نکالا جا رہا تھا ÷

(الفضل) تھوڑے ہی دن ہوئے۔ مزنگ سے احمدیوں کے خلاف ایک نہایت دلآزار اور اشتعال انگیز پوسٹر شائع ہو چکا ہے۔ جس میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خلاف سخت بدزبانی کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی اس قسم کی فتنہ انگیزی جاری رکھنے کی دھمکی دی گئی ہے۔ اب انہی لوگوں کی طرف سے احمدیوں پر حملہ کرنے اور انہیں مارنے پیٹنے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ لاہور کے سے مرکزی شہر میں یہ واقعہ ہوا۔ اور پولیس اسے کھڑی تماشا دیکھتی رہی۔ اس سے پولیس کی سخت نااہلیت اور لاپرواہی ظاہر ہے ÷ گورنمنٹ کو اس قسم کے فسادات کی طرف فوراً متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور جماعت کے متعلق اپنا فرض محسوس کرنا چاہیئے۔ جماعت احمدیہ اس قسم کی شرارتوں کو زیادہ عرصہ تک برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہو گی۔ اور اسے اپنے افراد کی حفاظت کی طرف خود توجہ کرنی پڑے گی ÷

مصر میں تبلیغ احمدیت

مولانا جلال الدین صاحب شمس اس پیغام کو پہونچانے کی پوری سعی کر رہے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی راہنمائی کے لئے بھیجا ہے۔ اور اس غرض کے لئے وہ ہر میدان میں گھس جاتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے عیسائیوں کے بعد بہائی مذہب کے کیمپ پر حملہ کیا۔ بہائیوں کی ایک چھوٹی سی جمعیۃ یہاں رہتی ہے۔ ۲۵-۳۰ آدمیوں کا مجمع تھا۔ کتاب اقدس پڑھی جا رہی تھی ایک کے بعد دوسرا۔ اور دوسرے کے بعد تیسرا پڑھتا۔ جب کوئی نیا شخص داخل ہوتا۔ تو "اللہ ابہیٰ" کی آواز لگاتا۔ باقی بھی اس نعرے کو دہراتے۔ اس اقدس خوانی کے بعد ہمارے لئے "مرحبا مرحبا" کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اور ہمیں آگے آنے کے لئے کہا گیا:۔

مولوی صاحب نے بہائی مذہب پر دھاوا بول دیا۔ چند ہی منٹ میں بہائی مذہب کے آدمی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ اور ایک قسم کا شور پڑنے لگا۔ ہر شخص بات کرنے کی سعی کرتا۔ اور ایک دوسرے کی بات کو کم درخیال کرتا۔

اس وقت کی حالت بہت ہی حیران کن تھی۔ میں مولوی صاحب کے مقابلہ میں ان لوگوں کے رویہ کا نام دھینگا مشتی رکھوں گا۔

آخرش ایک صاحب نے کہدیا۔ صاحب اب ہمارا وقت ختم ہوتا ہے۔ اور اب مکان بند ہو جائے گا۔ یہاں ہر ایک کام وقت کی پابندی سے ہوتا ہے۔ دوسرے ہفتے پھر اسی خیال سے مولانا وہاں گئے۔ کہ کوئی نتیجہ نکلے۔ مگر اس دفعہ انہوں نے باہر ہی سے کہدیا۔ آپ شوق سے تشریف لائیں۔ مگر کسی قسم کی گفتگو نہ کریں:۔

کام کی حالت

سارا دن لوگ آتے ہیں۔ اور زیادہ تر رات کو چھ بجے سے لے کر بارہ بجے تک مجمع رہتا ہے۔ اور بعض اوقات تو آنے والوں کو فرش پر کپڑا وغیرہ بچھا کر بٹھانا پڑتا ہے:۔

جمعہ کی نماز بڑی عمدہ ہوتی ہے۔ اب مولوی صاحب نے ہفتہ میں دو دفعہ درس بھی شروع کر دیا ہے:۔

فلسطین اور شام سے معقول ڈاک آتی ہے۔ اس کا جواب بھی دینا ہوتا ہے۔ الغرض سلسلہ کی تبلیغ کا کام پوری توجہ اور محنت سے ہو رہا ہے:۔

کام کی مشکلات

ہمارے کام میں ہر جگہ مالی مشکلات کا اثر ہے۔ اور اس سے بعض اوقات جلد ہونے والا کام بہت پیچھے جا پڑتا ہے:۔

مولوی صاحب نے ایک چھوٹا سا رسالہ "تحقیق الادیان" لکھا۔ اس کا یہ اثر ہوا۔ کہ عیسائی کیمپ میں کھلبلی مچ گئی۔ اور بہت سے لوگوں کی توجہ تحقیقات کی طرف ہو گئی:۔

ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ بعض اور امور کے لئے ٹریکٹ لکھے جائیں۔ مثلاً بہائی مذہب کے متعلق ایک ٹریکٹ کی ضرورت ہے لیکن باوجود سخت ضرورت کے شائع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مالی تنگی ہے اسی طرح مصر جیسے ملک میں مشن قائم کرنے کے لئے اور لوگوں کی توجہ کو اس طرف جذب کرنے کے لئے کچھ سامان کی ضرورت ہے مگر ہماری مشکلات اس کے لئے بھی روک ہیں۔ ایک مکان کی ضرورت ہے۔ جو مشہور مقام پر واقعہ ہو۔ مگر ہم سردست یہ بھی نہیں کر سکتے۔ الغرض وقت بہت سا گذر گیا ہے۔ اور باقی جلد جلد گزر رہا ہے۔ لوگ مذہب سے دور ہو رہے ہیں۔ یعنی مذہبی موت وارد ہو رہی ہے مگر افسوس ہے۔ کہ ہم آب حیات ہر ایک شخص کے پاس لے کر نہیں پہونچ سکتے۔ اس لئے کہ ہمارے وسائل بہت کم ہیں۔ ان تمام مشکلات کے ہوتے ہوئے جو کام ہو رہا ہے۔ وہ بہت ہی قابل شکر ہے۔ اور مولوی صاحب کا ایثار تو بہت سے لوگوں کے لئے باعث سبق ہے:۔

میں بھی اس حصے کے متعلق لکھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ احباب کو معلوم ہو۔ کہ ہمارے مبلغین کس قسم کی قربانیاں کرتے ہیں۔ بیشک یہ قربانیاں قوم کو زندہ کرنے والی ہیں۔ گو ان لوگوں کے اپنے وجود کو زندگی میں ہی موت کا جام پلا دیتی ہیں۔ مگر وہ ایک دنیا کو زندہ کر دیتی ہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ عام طور پر لوگ ان قربانیوں سے واقف نہیں۔ جو ہمارے سلسلہ کے مبلغین کرتے ہیں۔ اور جس قسم کی زندگی میں سے ان کو گذرنا پڑتا ہے۔

ہاں میں خیال کی رو میں دور نکل گیا۔ میں کہہ رہا تھا کہ ہمارے کام کے لئے مشکلات ہیں۔ پس اس وقت ایک ہی طریق ہے۔ کہ احباب دعاؤں میں لگ جائیں۔ اور خدا کے حضور گریں تاکہ آسمان کے دروازے کھلیں۔ اور ہم خدا کی پیاسی مخلوق کے لئے ابر رحمت بن جائیں:۔

ہماری مساعی

موجودہ وقت میں ہماری مساعی کوئی حقیقت نہیں رکھتیں جبکہ ہم نے ابھی دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا کوئی ذریعہ حاصل نہیں کیا۔ کروڑوں انسان ہیں۔ جو سلسلہ کا نام تک نہیں جانتے اور انہوں نے کبھی نہیں سنا کہ اس قسم کا کوئی سلسلہ ہے۔ ایسی صورت میں ایک یا دو آدمیوں کا ایک کمرے میں بیٹھ کر صبح سے لے کر شام تک چند انسانوں کو وعظ کر لگا کیا نتیجہ پیدا کر سکتا ہے جہاں تک ایک انسان کی کوشش کا دخل ہے۔ یہ ایسا بہادرانہ کام ہے۔ جس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ مگر دنیا کے سامنے ہمارا کام ایسا ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص اپنے ہاتھ کی ایک انگلی سے کسی سمندر کو ہلانے کی سعی کرے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ متواتر اور متواصل عمل سمندر کی لہروں کو شاید ہلا سکے۔ مگر ان لہروں کے اثر کو دوسرے کنارے تک پہونچنے میں برسوں لگ جائینگے پس مجھے کہنے دیا جائے۔ کہ یہ مساعی دنیا کے لحاظ سے کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ جب تک کہ انفرادی طور پر ایک ایک شخص اس میدان میں اترنے کی سعی نہیں کرے گا۔ کامیابی حاصل نہیں ہوگی:۔

محمود احمد مصری

کتب حضرت مسیح موعود کی ضرورت

ایک غریب دوست کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ تبلیغ کے لئے ازالہ اوہام۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم کی ضرورت ہے۔ کوئی صاحب استطاعت دوست ان کے لئے مہیا فرما کر دفتر پرائیویٹ سکرٹری کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ ان کو بھجوانے کا انتظام کرایا جائے:۔

پرائیویٹ سکرٹری قادیان

مقدمۂ بوہ کی کارروائی

چار اصحاب کی رہائی اور تین پر فرد جرم لگا دیا گیا

۱۸ مئی مقدمہ بوہ میں پہلے سردار نرندر سنگھ صاحب سب انسپکٹر انچارج تھانہ قادیان کی شہادت ہوئی۔ پھر ملزمین کے بیانات ہوئے۔ جناب مرزا عبد الحق صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی نے استغاثہ کی شہادت پر بحث کرتے ہوئے کہا۔ زیادہ سے زیادہ تین آدمی ایسے ہیں۔ جن کے خلاف زیر دفعہ ۳۲۳ چارج لگایا جا سکتا ہے۔

عدالت نے تین اصحاب مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل، میاں وزیر محمد صاحب تاجر۔ اور سید احمد صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ پر جنہوں نے اپنے بیان میں مارنے کا اقرار کیا تھا۔ زیر دفعہ ۳۲۳، ۱۴۷ چارج لگایا۔ اور باقی اصحاب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ عبد اللہ خانصاحب افغان۔ مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل۔ چوہدری محمد بوٹا صاحب۔ کو بری کر دیا۔ مفصل روداد آئندہ شائع کی جائیگی:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ - مئی سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

مجاہد بھائی کا پیغام

احمدی اصحاب کے نام

قاضی محمد علی صاحب نوشہروی جنہیں ایک ایسے شخص کے قتل کے الزام میں جیل میں ڈالا گیا ہے جس نے مستریان مباہلہ کو اپنے گھر میں رکھا ہوا تھا۔ سرکار کی طرف سے مقدمہ میں ان کی ضمانت دے رکھی تھی۔ اور جو ان کی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں میں بہت بڑا ممد اور معاون تھا۔ ان کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ وہ بفضل خدا خوش و خرم ہیں۔ اور انہیں کسی قسم کا رنج و ملال نہیں۔ انہوں نے زنداں سے ہمارے پاس ایک پیغام بھیجا ہے۔ جو انہی کے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

"تبلیغ احمدیت میں خاص ترقی اور کوشش کی ضرورت ہے احمدیوں کو جگایا جائے۔ ہر ایک احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جزو ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ذرا سی سستی کرے گا۔ تو وہ خدا کی سخت گرفت میں آئے گا۔ جس طرح احمدیوں کے لئے انعامات کا اندازہ نہیں۔ اسی طرح حکم عدولی میں سزا کا بھی اندازہ نہیں۔ اگر تمہارا یہ یقین درست ہے۔ کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام میں کیوں سستی کرتے ہو۔ اس وقت بہت سخت تیزی کی ضرورت ہے۔ جو احمدی تبلیغ کرنا نہیں جانتا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح میں سے کوئی ایک واقعہ روزانہ کسی کو سنایا کرے"۔

یہ اس بھائی کے الفاظ ہیں جسے قتل کے الزام میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ جسے ہر قسم کے آرام و آسائش سے محروم کر دیا گیا ہے۔ جو اپنے گھر بار اور بال بچوں سے علیحدہ ہو چکا ہے۔ اور انتہا یہ کہ جو موت اور زندگی کے درمیان معلق ہے۔ ایسی حالت میں اسے یہ فکر نہیں کہ اس کے بیوی بچوں پر کیا گذر رہی ہوگی اور وہ کس طرح زندگی کے دن گذاریں گے۔ اسے یہ خیال نہیں۔ کہ اس کے کاروبار [illegible] تعلقات منقطع ہو گئے ہیں۔ حتے کہ اسے اس بارے میں بھی کوئی تردد نہیں۔ کہ دنیا کی عدالتیں اس کے متعلق کیا فیصلہ کریں گی۔ اس کے دل میں جیلخانہ میں بیٹھکر اگر کوئی خیال ہے۔ کوئی آرزو ہے کوئی خواہش ہے۔ تو بس یہی۔ کہ "تبلیغ احمدیت میں خاص ترقی اور کوشش کی ضرورت ہے" اور اگر کوئی تمنا ہے۔ تو یہ کہ "احمدیوں کو جگایا جائے"۔

اب اگر اس آواز پر وہ لوگ کان نہ دھریں۔ جو اپنے بیوی بچوں میں آرام سے بیٹھے ہیں۔ اور وہ لوگ اس تمنا کو پورا نہ کریں جنہیں حسب مقدور آسائش زندگی کے سامان میسر ہیں۔ تو سخت افسوس اور رنج کا مقام ہے ہمارا خیال ہے۔ ہر ایک احمدی اپنے اس بھائی کا پیغام گوش ہوش سے سُنیگا۔ اور اُسے پورا کرنے کے لئے ہر ممکن سعی کرے گا۔ اس طرح وہ نہ صرف ایک اہم فریضہ کی ادائگی کی سعادت حاصل کرے گا۔ بلکہ اپنے اس بھائی کی خوشی اور مسرت کا بھی موجب ہوگا۔ جو ان دنوں ایک بہت بڑے مجاہدہ میں نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ گذر رہا ہے۔ اگر اسے جیلخانہ میں ۲۴ گھنٹے محبوس رہنے کے باوجود جیل کی تکلیف دہ زندگی گذارنے کے باوجود اپنے گھر بار سے بالکل علٰحدہ ہو جانے کے باوجود تبلیغ احمدیت کا خیال نہیں بھولتا۔ اور بھولنا کیا۔ سب کچھ بھلا کر صرف یہی یاد رہتا ہے تو کیوں وہ لوگ اس طرف متوجہ نہ ہوں۔ جنہیں ہر قسم کا آرام و آسائش حاصل ہے۔ اور کیوں وہ اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد تبلیغ احمدیت قرار دے کر دیوانہ وار اس کے حصول کے لئے نہ اٹھ کھڑے ہوں ہر احمدی کو اس کا جواب اپنے عمل سے دینا چاہیئے۔ اور ضرور دینا چاہیئے در اصل ہماری ساری تکالیف اور مشکلات کا حل تبلیغ احمدیت میں ہی پنہاں ہے۔ اور جب تک ہم تبلیغی پہلو میں پوری پوری کامیابی نہ حاصل کریں گے۔ مشکلات پر بھی غالب نہیں آسکتے۔ یہ بات اگر ہر احمدی کے ذہن نشین ہو جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کہ وہ تبلیغ میں سستی کرے

گائے کشی کے متعلق ہندوؤں کا وعدہ

دہلی کے ایک جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے آریہ اخبار "تیج" کے ایڈیٹر صاحب نے ہندوؤں کو مخاطب کر کے کہا:۔

"تم مسلمانوں سے قربانی گاؤ پر اتنے لڑتے ہو یہ تو بتاؤ۔ کہ سپہ سالار اعظم کی رپورٹ کے مطابق گورے سپاہیوں کے لئے روزانہ ۵ ہزار گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ تم نے اس کے انسداد کے لئے کیا کیا ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو یقین دلایا۔ کہ اگر آپ کا مذہب اجازت دیتا ہے۔ کہ گاؤکشی کی جائے۔ تو شوق سے کیجئے۔ آپ کو ہندو نہیں روکیں گے"۔ (زمیندار ۳ مئی)

اگرچہ ہندو صاحبان کو ابھی تک یہ معلوم نہ ہونا افسوسناک امر ہے۔ کہ مسلمانوں کو ان کا مذہب گائے کا گوشت کھانے کی اجازت دیتا ہے۔ تاہم یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ کم از کم "تیج" کے ایڈیٹر صاحب وعدہ کر رہے ہیں۔ کہ مسلمان شوق سے گاؤکشی کریں۔ ہندو اس میں روکاوٹ نہ ڈالیں گے۔ اگر ہندو یہ وعدہ ایفا کریں۔ اور اس رواداری سے کام لیں۔ تو ہندو مسلمانوں کے بہت سے جھگڑوں کا آج خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ ہندو صاحبان ایڈیٹر صاحب "تیج" کے وعدہ کے مطابق طریق عمل اختیار کرتے ہیں۔ یا اپنی پہلی روش پر ہی قائم رہتے ہیں ؎

انگریز کی خاطر ظفر علی نے کیا کیا

آج کل کی فضا میں جبکہ گورنمنٹ کے خلاف عوام کو اشتعال دلانا بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔ اور گورنمنٹ کے ساتھ تعلقات رکھنے والوں کو گشتنی اور گردن زدنی قرار دیا جاتا ہے" زمیندار" بارہا جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کے لئے اس قسم کے حوالے پیش کرتا رہا ہے۔ جن سے گورنمنٹ کی امداد اور تائید ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس پر اپنے سوقیانہ مذاق کے لحاظ سے کئی قسم کی پھبتیاں اڑاتا رہا ہے۔ لیکن خود "زمیندار" کا آقا معہ اپنے ساتھیوں کے اسی گورنمنٹ کے لئے جو کچھ کرتا رہا ہے۔ وہ اسی کی زبانی یہ ہے:۔

"انگریز کی خاطر ہم نے عرب کو تباہ کیا۔ عراق کو غلام بنایا۔ ترکی کو کمزور کیا۔ مکہ پر گولہ باری کی مصر کو غلام بنایا"۔

("زمیندار" ۳۰- اپریل ۱۹۳۰ء)

جن لوگوں کا نامۂ اعمال بقول خود اس قدر داغدار ہو۔ انہیں کسی دوسرے کو گورنمنٹ کی حمایت کرنے کا طعنہ دیتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔ بجائیکہ وہ اس قسم کے کسی فعل کا مرتکب نہ ہوا ہو۔ جس قسم کے فعل وہ خود کرتے رہے ہیں ؎

ظفر علی کی گرفتاری

آخر گورنمنٹ پنجاب کو بھی ملک کو فتنہ و فساد سے بچانے کے لئے ان لوگوں کی گرفتاری کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جن کی سرگرمیوں کی غرض محض یہ تھی۔ کہ گورنمنٹ انہیں گرفتار کرے۔ تا وہ "سرفروشان ملک و ملت" کے زمرہ میں داخل ہو جائیں۔ ایسے لوگوں میں سے سب سے پیش پیش ظفر علی تھے۔ جو موقعہ بے موقعہ فتنہ پردازی میں لگے رہتے۔ حتیٰ کہ خود مسلمانوں میں بھی ایک بڑے فتنہ کا موجب بن رہے تھے۔ ہمارے نزدیک اگر گورنمنٹ انہیں حکومت کے خلاف شورش پھیلانے کے الزام کی بجائے جماعت احمدیہ کے خلاف فحش نویسی اور اشتعال انگیزی کے جرم میں گرفتار کرتی۔ تو یہ خود اس کے مفاد کے لحاظ سے بھی زیادہ بہتر تھا۔ کیونکہ اس طرح انہیں ملکی سرفروش کہلانے کا موقعہ نہ ملتا۔ بلکہ ہر عقلمند اور سمجھدار لوگ خیال کرتے۔ کہ مسلمانوں میں فتنہ پیدا کر کے انہیں تباہ کرنے والا کیفر کردار کو پہونچ گیا ؛

ہر حالت میں عدم تشدد پر عمل نہیں ہو سکتا

اگرچہ بعض حالات میں خود گاندھی جی بھی اپنے اس اصل کے خلاف آواز اٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ لیکن کہتے یہی ہیں کہ انسان کو ہر حالت میں عدم تشدد پر کاربند رہنا چاہیئے۔ یہ بات انجیل کی اس تعلیم کی طرح بظاہر بڑی خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ کہ جو تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے۔ دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دو۔ لیکن دنیا میں آج تک نہ تو کوئی انجیل کی اس تعلیم پر عمل کرنے والا پیدا ہوا۔ اور نہ گاندھی جی کے اصل پر عمل کر کے کوئی کامیاب ہو سکتا ہے ؛

دراصل ہر حالت میں عدم تشدد پر عمل کرنا انسانی فطرت کے ہی خلاف ہے۔ انسانی زندگی میں ایسے واقعہ لازمی طور پر پیش آتے ہیں جبکہ اپنے حالات اور اپنے دائرہ عمل کے لحاظ سے تشدد کے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام نے جو دنیا کا کامل ترین مذہب ہے۔ جہاں موقعہ اور محل کے لحاظ سے نرمی اور عفو کی تعلیم دی ہے۔ وہاں زجر اور توبیخ کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ سکھوں کا بھی اسی کے قریب قریب عقیدہ ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب سکھ دھرم کے بانی حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اسلام سے بہت گہرے شیدائی اور اس کی تعلیم کے عامل تھے۔ سکھوں کا اخبار اکالی (۲۹ر اپریل) لکھتا ہے :۔

" دنیا کے بھلے کے لئے اور دنیا پر اپکار کرنے کے لئے غصہ کے بغیر کسی ظالم یا پاپی کو مار دینا دھرم ہے " دنیا سے فتنہ کو دور کرنے اور امن قائم رکھنے کے لئے یہ پہلو اختیار کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس قسم کے حالات میں یہ نہیں دیکھا جاتا۔ کہ کوئی انسان کہلانے والا دنیا سے کم ہو گیا۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ جو اپنے اشغال اور حرکات کی وجہ سے انسانیت کے لئے عار تھا۔ اور جو فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا کر دنیا کو بھسم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ایسے افراد کے خاتمہ پر کسی شرافت پسند انسان کو کوئی افسوس نہیں ہو سکتا ؛

شاہِ کابل کی سرگرمیاں

کابل کے متعلق جو خبریں ہندوستان میں موصول ہو رہی ہیں۔ وہ اس لحاظ سے بہت خوش کن ہیں۔ کہ حضرت اعلیٰحضرت فتنہ و فساد کی آگ کے فرو ہو جانے کی منتظر ہیں۔ بلکہ از سر نو ملک کے انتظام کو باقاعدہ بنائے جانے اور محفوظ رکھنے کے لئے ضروری پیش بندیاں کرنے کا پتہ دے رہی ہیں۔ چنانچہ اخبار پاؤنیر اپنے سرحدی نامہ نگار کے حوالے سے لکھتا ہے :۔

"اعلیٰحضرت محمد نادر شاہ کے فرمان کے مطابق افغان وزیر جنگ افغان فوج کی از سر نو تنظیم میں بے حد سرگرمی دکھا رہا ہے۔ جن قبائل اور ملکوں نے بچہ سقہ کے خلاف اعلیٰحضرت کو قابل قدر امداد دی۔ انہیں انعامات تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ ہندوستانی سرحد کی تمام افغانی چوکیوں کو زیادہ مضبوط کیا جا رہا ہے۔ چترال اور باجوڑ کی سرحد پر چند نئی چوکیاں بھی تعمیر کی گئی ہیں ؛"

ایک اسلامی حکومت کا جو ایک لمبے عرصہ تک نہایت خطرناک خانہ جنگی میں مبتلا رہ چکی ہے۔ اور جو جان و مال کا بے اندازہ نقصان اٹھا چکی ہے۔ اتنی جلدی سنبھل جانا بہت ہی مسرت انگیز ہے۔ اسے اعلیٰحضرت نادر شاہ کی غیر معمولی قابلیت اور سرگرمی کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے ؛

گاندھی جی کے نزدیک سوراجیہ کے معنے

گاندھی جی کے اخبار نوجیون میں آپ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ تیج (۲۹ر اپریل) نے بھی درج کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :۔

" سوراجیہ کے کتنے معنے ہی کیوں نہ کئے جائیں۔ اور اس کے کتنے ہی معنی میں کیوں نہ بتاتا ہوں۔ تو بھی میرے نزدیک اس کا ہر ایک وقت میں ایک ہی ارتھ ہے۔ اور وہ ہے رام راجیہ "

پھر یہ کہنے کے بعد "رام راجیہ" کی تشریح بھی کر دی ہے۔ فرماتے ہیں :۔

" رام راج کے معنی یہ ہیں۔ کہ اس میں غریبوں کی پوری پوری حفاظت کی جائے گی۔ اور تمام کام دھرم کے مطابق کئے جائیں گے "

"تمام کام دھرم کے مطابق کرنا" کا مطلب واضح ہے۔ کہ سب کو ہندو دھرم کی پابندی کے لئے مجبور کیا جائیگا ؛

مخلوط انتخاب کی کارفرمائیاں

مسلمانوں کی طرف سے مخلوط انتخاب کی اور وجوہات کے علاوہ اس بنا پر بھی مخالفت کی جا رہی ہے۔ کہ چونکہ ہندوستان میں دولت ثروت اور سرکاری ملازمتوں پر مسلط ہونے کے باعث ہندو قوم کو بہت زیادہ اثر و رسوخ حاصل ہے۔ اس لئے مخلوط انتخاب کی صورت میں ان علاقوں میں بھی جہاں مسلمانوں کی آبادی اکثریت میں ہے۔ ہندو ہی کامیاب ہونگے۔ اور ہندوستان کے طول و عرض میں اس قسم کی ایک دو نہیں سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں۔ جن سے اس دعوے کی کلی تائید ہوتی ہے۔ ایک تازہ مثال امرتسر ڈسٹرکٹ بورڈ کے انتخاب کی ہے۔ اس ڈسٹرکٹ بورڈ کے کل چالیس ممبر ہیں۔ جن میں تیس انتخاب کے ذریعہ منتخب ہوتے ہیں۔ اور دس نامزدگی سے۔ اس ضلع میں کثرت آبادی مسلمانوں کی ہے۔ لیکن چونکہ مالی تفوق کی وجہ سے اثر و رسوخ غیر مسلموں کو حاصل ہے۔ اس لئے اول تو مسلمان امیدوار ان کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی بہت کم جرأت کرتے ہیں۔ اور جو کھڑے ہوں۔ وہ کامیاب نہیں ہو سکتے چنانچہ تازہ انتخاب میں پانچ مسلمان امیدواروں میں سے صرف دو کامیاب ہو سکے۔ گویا اس قوم کو جسے تناسب آبادی کے لحاظ سے کم از کم ۵ نشستیں حاصل ہونی چاہئیں۔ صرف دو مل سکیں۔ اور باقی تمام کی تمام اس قوم کے قبضہ میں چلی گئیں۔ جو اقلیت میں ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مخلوط انتخاب مسلمانوں کے لئے کس قدر نقصان رساں ہے۔ اور جو لوگ اس کی حمایت کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے ملکی اور سیاسی حقوق کس قدر خطرہ میں ڈال رہے ہیں ؛

ہندوؤں کی تعداد میں تنزل

۱۹۔ اپریل کو جگراؤں ضلع لدھیانہ میں آل انڈیا کھتری کانفرنس کا اجلاس ہوا۔ کپتان مہاراج کرشن صدر تھے۔ آپ نے اپنی صدارتی تقریر میں ہندوؤں کی سوشل خرابیوں اور ان کے خوفناک نتائج کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

" بھائیو! کیا آپ کو پتہ ہے۔ کہ ہم ۱۸۷۱ء سے لے کر ۱۹۲۱ء تک صرف پچاس سال کے عرصہ میں ۱۲۔ لاکھ سے ۱۱۔ لاکھ رہ گئے ہیں۔۔۔ انہی پچاس سالوں کے عرصہ میں ہم سے خاندانوں کے خاندان عیسائی اور مسلمان ہوئے ہیں " (ملاپ بحوالہ "الامان" ۲۰ر اپریل)

وہ لوگ جو نہایت غیر ذمہ دارانہ طریق پر اس بے بنیاد اتہام کی اشاعت کے ذمہ دار ہیں۔ کہ ہندوستان میں اسلام کی اشاعت شمشیر کی مرہون منت ہے۔ ایک تعلیم یافتہ اور سمجھدار ہندو کے مندرجہ بالا الفاظ پڑھ کر بتائیں۔ اس پچاس سال میں مسلمانوں کی کونسی تلوار نے ان کی تعداد میں اس قدر کمی کر دی۔ دراصل اب وہ زمانہ آگیا ہے۔ کہ ہندو مذہب

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۲ رمئی بعد نماز عصر ایک خطبہ نکاح کا اعلان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح نے آیات مسنونہ کی تلاوت کے بعد حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا

انسانی فطرت ہمیشہ ہی ایک

نگران کی محتاج

رہتی ہے۔ اور جب تک کہ انسان

اعلیٰ درجہ کا کمال

حاصل نہیں کر لیتا۔ وہ ہمیشہ کسی دوسرے محافظ کا محتاج ہوتا ہے اسی وجہ سے دنیا میں جس قدر کام ہوتے ہیں۔ ان میں ہر طبقہ کے کارکنوں کے لئے ان کے مناسب حال کچھ نگران مقرر کئے جاتے ہیں۔ مثلاً چپراسیوں کے اوپر ایک داروغہ ہوتا ہے۔ جو ان کی نگرانی کرتا ہے لیکن داروغہ کو دیکھکر کبھی کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ جس شخص پر اعتبار کیا گیا ہے۔ کہ وہ بیسیوں مزدوروں کی نگرانی کریگا۔ اس کی نگرانی کے لئے کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ داروغوں کے بھی نگران مقرر کئے جاتے ہیں۔ ایک

عمارت کی مثال

لے لو۔ مزدوروں پر جو داروغے ہوتے ہیں۔ ان کی نگرانی کے لئے سب اوورسیر مقرر ہوتے ہیں۔ پھر یہ کوئی نہیں کہتا۔ کہ داروغوں پر تو اعتماد نہ تھا۔ اس لئے ان کی نگرانی کے لئے سب اوورسیر مقرر کر دیئے۔ اب ان کی نگرانی کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ ان کے اوپر بھی اوورسیر مقرر کئے جاتے ہیں۔ اور پھر یہ خیال نہیں کیا جاتا۔ کہ اوورسیر کی نگرانی کافی ہے۔ اس سے زیادہ ضرورت نہیں۔ بلکہ ان کے اوپر سب ڈویژنل افسر ہوتے ہیں۔ اور ان کے اوپر ایگزیکٹو انجینیر۔ اور پھر ان کی نگرانی کے لئے چیف انجینیر ہوتا ہے یہی حال دوسرے محکموں کا ہے۔ محکمہ مال میں پٹواری ہوتے ہیں۔ ان کے اوپر گرداور پھر نائب تحصیلدار۔ تحصیلدار۔ افسر مال۔ ڈپٹی کمشنر۔ کمشنر۔ گورنر اور پھر گورنر جنرل ہوتا ہے۔ اور کسی مقام پر بھی یہ خیال نہیں کیا جاتا۔ کہ چونکہ یہ نگران ہیں۔ ان کی نگرانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ بات

انسانی فطرت

میں داخل ہے۔ کہ وہ دوسرے کی نگرانی بخوبی کر سکتا ہے۔ لیکن اپنی نگرانی میں سستی کر جاتا ہے۔ اور یہ امر زبردست ثبوت ہے اس بات کا کہ انسان کو ایک ایسے نگران کی ضرورت ہے۔ جو

اپنی ذات میں کامل

ہو۔ اور کسی کے سامنے جوابدہ نہ ہو۔ اگر کسی ایسی ہستی کے بغیر بھی نگرانی کا کام پوری طرح ہو سکتا۔ تو اتنے نگران مقرر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ ایک پر ہی اکتفا کیا جا سکتا تھا۔ لیکن یہ شبہ ہی رہتا ہے۔ کہ شاید فلاں کو مقرر کر دینے سے نگرانی ٹھیک طرح نہ ہو سکے اس لئے اس پر اور نگران مقرر کرنا چاہئے۔ اور یہ شبہ ایسا ہی ہے جیسے کہتے ہیں۔ ایک وہمی نماز کیلئے نیت باندھتا۔ تو اسے خیال ہوتا۔ شاید نیت ٹھیک نہ باندھی گئی ہو۔ ایک احمدی کیلئے تو یہ بات ایک شغلہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اس کی نیت تو بیعت کے بعد ایسی درست ہو جاتی ہے۔ کہ پھر اسے باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن دوسرے لوگوں کو شبہ ہی رہتا ہے۔ کہ خبر نہیں۔ نیت ہوئی ہے یا نہیں۔ ان کی نیت

دماغ کے فکر

سے نہیں ہوتی۔ جیسے ہر مومن کی ہوتی ہے۔ بلکہ ایک خاص عادت کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور خاص الفاظ میں وہ اسے ادا کرتے ہیں۔ یعنی چار رکعت نماز فرض پیچھے ایس امام دے۔ وہ شخص جب یہ کہتا۔ تو اسے یہ خیال آتا۔ میرے آگے اور لوگ بھی کھڑے ہیں۔ شاید نیت ٹھیک نہ ہوئی ہو۔ اس لئے وہ لوگوں کو چیرتا ہوا۔ اگلی صف میں آ جاتا۔ پھر وہاں اسی طرح کہتا۔ لیکن پھر خیال آتا۔ اور لوگ بھی آگے کھڑے ہیں۔ شاید اب بھی نیت ٹھیک نہ ہو۔ اور وہ سب سے اگلی صف میں آ کر کھڑا ہو جاتا۔ وہاں انگلی سے اشارہ کر کے کہتا۔ پیچھے ایس امام دے۔ لیکن پھر خیال آتا۔ شاید اشارہ ٹھیک نہ ہوا ہو۔ اور انگلی ٹیڑھی ہو گئی ہو۔ اس لئے امام کی پیٹھ کو ہاتھ لگا کر کہتا۔ پھر خیال کرتا۔ شاید میرا ہاتھ ٹھیک طرح سے نہ لگا ہو اور پھر زور سے مارتا۔ حتیٰ کہ وہاں مار کٹائی شروع ہو جاتی۔

ہم لوگ اس شخص پر ہنستے ہیں۔ اور کہتے ہیں سودائی پاگل تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہی جنون ہمارے

ہر کام میں

کارفرما نظر آتا ہے۔ ہم ایک کام کیلئے نگران پر نگران مقرر کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہانتک کہ ہمارا ادارہ تھک کر چور ہو جاتا ہے۔ اور ہم اور نگرانوں کا تقرر اس لئے بند نہیں کر دیتے۔ کہ اس کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ بلکہ اسلئے کہ مقرر کر نہیں سکتے۔ اور یہ زبردست ثبوت ہے اس بات کا کہ

ایک کامل نگران

کی ضرورت ہے۔ جو اپنی ذات میں کسی اور کی نگرانی کا محتاج نہ ہو۔ جس پر سستی طاری نہ ہوتی ہو۔ اور جس کی صفات دوسروں کے فائدہ کے لئے جاری ہوتی ہوں۔ انسان کی یہ فطرت

خدا تعالیٰ کی ہستی پر شاہد

اور دلیل ہے۔ ہاں اس کے عکس اور ظل کے طور پر جب انسان اپنے آپ کو اس کے رنگ میں رنگین کر لیتا ہے۔ تو ایک حد تک وہ بھی کمال حاصل کر لیتا ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے لئے شاھداً کا لفظ قرآن شریف میں استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی وہ بھی نگران ہو جاتا ہے۔ حقیقی شاہد ہوتا ہے۔ وہ داروغہ کی طرح نہیں۔ کہ اس پر سب اور اوورسیر مقرر کئے جائیں۔ بلکہ وہ شاہد کامل ہوتا ہے۔ اس پر نگران نہیں ہوتے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ کہ انبیاء اس لئے نہیں بھیجے جاتے۔ کہ وہ کسی کی اطاعت کریں۔ بلکہ وہ مطاع بنائے جاتے ہیں۔ وہ

مظہر صفات الٰہیہ

ہوتے ہیں۔ اس لئے ان پر اور نگران کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ خدا کی طرف سے مشین کے طور پر کام کرتے ہیں۔ وہ اس لئے کوئی کام نہیں کرتے۔ کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ بلکہ اس خیال کے ماتحت کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اسی لئے بنایا ہے۔ وہ مجبور کہلاتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں ہدایت خلق کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔ ان کے اعمال کی علت غائی شکر یہ ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ یا رسول اللہ کیا خدا تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف نہیں کر دیئے۔ پھر آپ عبادت میں اس قدر مشقت کیوں اٹھاتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ ھل لا اکون عبدا شکورا۔ یعنی جو کام کرتا ہوں۔ وہ اس ڈر سے نہیں کرتا۔ کہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں خدا تعالیٰ گرفت کریگا۔ بلکہ میں

عبد شکور

بننے کیلئے کرتا ہوں۔ تو نبی اور رسول شاہد کامل ہوتے ہیں۔ اور پھر انبیاء اور رسل سے نیچے اتر کر

بہترین نگرانی

محاسبہ نفس ہے۔ انسان دوسرے کے مال کی حفاظت اور نگرانی میں سستی کر سکتا ہے لیکن اپنے روپیہ پیسہ کی حفاظت سے وہ کبھی غافل نہیں ہو سکتا۔ اسکے ذاتی مفاد اسے مجبور کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے حقوق کی پوری طرح حفاظت کرے۔ اور اس طرف پوری توجہ کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلتنظر نفس ما قدمت لغد۔ یعنی

اپنے نفس کا محاسبہ

کرتے رہا کرو۔ اور اپنی ذمہ واریوں کو محسوس کرتے رہا کرو۔ انسان کو محاسبہ نفس سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔

افسوس ہے۔ کہ ہماری جماعت کے بعض دوست تو راشتان سومود اشتان کے مطابق خیال کر لیتے ہیں۔ کہ جماعت کے دوسرے افراد کام کر رہے ہیں۔ تو ہمارا فرض بھی ساتھ ہی ادا ہوتا جا رہا ہے۔ یا یہ کہ خلیفہ موجود ہے وہ خود کام کریگا۔ حالانکہ یہ خیال غلط ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے۔ کہ اپنی ذمہ واریوں کو خود محسوس کرے۔ اور اپنے نفس کے محاسبہ سے کبھی غفلت نہ کرے۔ بہترین طریق پر وہی کام ہو سکتا ہے جو انسان خود اپنے نفس کا محاسبہ کر کے کرتا رہے۔ اور بہترین نگرانی محاسبہ نفس ہی ہے۔

...پھر انبیاء کی ذات ہوتی ہے ۔ جو اپنے

تازہ نشانات

سے لوگوں کے اندر اسقدر استعداد پیدا کر دیتی ہے ۔ کہ ان کے اندر نفس کے محاسبہ کی طاقت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے ۔ اور انکے ذریعہ

خداتعالیٰ کی تازہ وحی

دیکھکر انسان کے ایمان میں اس قدر قوت پیدا ہو جاتی ہے ۔ جو دوسرے کے وعظ و نصیحت یا خطبات سے ہرگز نہیں ہو سکتی ۔ اور انبیاء کے زمانہ میں اس قوت کا پیدا کر لینا نسبتاً آسان ہوتا ہے ۔ لیکن انبیاء کی وفات کے بعد انسان کو

بہت زیادہ جدوجہد

کی ضرورت ہوتی ہے ۔

حضرت عمرو بن عاص جب فوت ہونے لگے ۔ تو بہت روئے ۔ آپ کے لڑکے نے کہا ۔ آپ نے اسلام کی بہت خدمت کی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ یقیناً اس کا اجر آپ کو دیگا ۔ پھر رونے کی کیا وجہ ہے ۔ آپ نے جواب دیا ۔ عبداللہ ایک وقت وہ تھا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں میں انتہائی درجہ پر تھا ۔ اور مجھے آپ سے اس قدر

عناد اور بغض

تھا ۔ کہ میرے نزدیک آپ سے زیادہ مغضوب انسان دنیا کے تختہ پر اور کوئی نہ تھا ۔ اور میں نے کبھی پسند نہیں کیا تھا ۔ کہ آپ کے چہرہ کی طرف دیکھوں ۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے میری آنکھیں کھولدیں ۔ اور میں ایمان لایا ۔ تو آپ کا عشق میرے اندر اس قدر بڑھا ۔ کہ میں

رعب اور جلال

کیوجہ سے آپ کی شکل نہ دیکھ سکتا گویا ساری عمر میں جی بھر کر آپکے چہرہ کو دیکھا ہی نہیں ۔ پہلے تو عداوت اور بغض کیوجہ سے اور پھر محبت و عشق کی وجہ سے نہ دیکھ سکا ۔ حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے ۔ اور اگر کوئی شخص مجھ سے آپ کا حلیہ مبارک دریافت کرتا ۔ تو میں اسے نہیں بتا سکتا ۔ اس وقت ہی اگر میں فوت ہو جاتا ۔ تو اچھا ہوتا ۔ کیونکہ اب

دوری اور بعد

کیوجہ سے معلوم نہیں ۔ کس قدر غلطیاں ہم سے سرزد ہو چکی ہیں ۔

یہ تو ان لوگوں کا حال ہے ۔ جنہوں نے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت

سے فیض حاصل کیا پھر جو بعد میں پیدا ہوئے ۔ بعد زندہ رہے ۔ اور بعد میں عمریں گذاریں ۔ انکا کیا حال ہوگا ۔ سوائے اس کے کہ وہ نبی کے جانشین اپنے نفس کے اندر پیدا کریں ۔ اور فلتنظر نفس کے ارشاد ربانی پر عمل کریں ۔ دنیا پتھر کے بت بناتی ہے ۔ حالانکہ خداتعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے کوئی ہدایت نہیں ۔ پھر کتنا افسوس ہوگا ۔ اگر ہم باوجود اس کے کہ خداتعالیٰ نے ایک زندہ محاسبہ بنانیکا مصالحہ ہمارے لئے فراہم کیا ہو مگر ہم اسے فائدہ نہ اٹھائیں ۔ حالانکہ یہی وہ چیز ہے ۔ جو انسان کو راستی پر قائم رکھ؟

حضرت مسیح موعودؑ کے اہلبیت کی تطہیر

حضرت مسیح پاک کے اہل بیت کا تقدس خدائی شہادتوں سے ایسے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے ۔ کہ دنیائے احمدیت میں اُن شہادتوں کے بعد ہرگز کسی مزید ثبوت کی ضرورت نہیں ۔ بلکہ ہر احمدی جو حضرت اقدس کو نبی یا کم از کم ولی ماننا جزو ایمان قرار دیتا ہو ۔ اس کے لئے اُن بشارات الٰہیہ کے ماتحت ضروری ہو جاتا ہے ۔ کہ وہ آپ کی ذریت طیبہ کو صالحین کے زمرہ میں شمار کرے چنانچہ حضرت اقدس نے بطور اصل آئینہ کمالات اسلام میں تحریر فرمایا ہے :-

ان اللّٰہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدّر تولید الصالحین ۔ (حاشیہ صفحہ ۵۷۹)

خدا انبیاء و اولیاء کو اولاد کی تبھی بشارت دیتا ہے ۔ جبکہ صالحین کی پیدائش اس کے حضور مقدر ہوتی ہے ۔ گویا انبیاء و اولیاء کی مبشر اولاد ضرور صالح اور قائم علے الحق اور داعی الی الحق ہوتی ہے ۔ کیونکہ وہ الٰہی بارگاہ میں زمرۂ صالحین میں شمار کی جاتی ہے ۔ اب ایک طرف یہ اصول رکھو ۔ اور دوسری طرف حضرت اقدس کا یہ شعر ملاحظہ فرماؤ ۔

مری اولاد سب تیری عطا ہے ؛ ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

پھر سوچو ۔ اور غور کرو ۔ جب ساری اولاد بشارات الٰہیہ کے ماتحت پیدا ہوئی ہے ۔ تو یقیناً حضرت اقدس کی ساری اولاد صالح اور قائم علی الحق ہے ۔ اور یقیناً ان کے خلاف بکواس کرنے والا ۔ اور ان پر تہمتیں اور الزام لگانے والا خدا اور اس کے رسول کا دشمن بلکہ الٰہی قہر اور غضب کا مورد ہے ۔

حضرت اقدس کے اہلبیت کی وہ شان ہے ۔ کہ خدا کے پاک رسول نے تمام جماعت کے مومنین و مخلصین کے لئے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہونے کے لئے مختلف شرائط لگائیں ۔ اور فرمایا ۔

" یاد رہے ۔ کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا ۔ کہ جائداد منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے ۔ بلکہ ضروری ہوگا ۔ کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے ۔ پابند احکام اسلام ہو ۔ تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو ۔ اور مسلمان اور خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو ۔ اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو " (الوصیت صفحہ ۲۴)

مگر اہل بیت کیلئے کوئی شرط نہیں لگائی ۔ بلکہ لکھا ۔

" میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے ۔ باقی ہر ایک مرد ہو ۔ یا عورت ہو ۔ ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی ۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا " (صفحہ ۲۶)

گویا وہ خدا جس کی نظر انسان کے پاتال تک وسیع ہے اس کے حضور اہل بیت یقینی طور پر متقی اور مطہر اور بہشتی ہیں ۔ پس بہشتی لوگوں پر بہتان اور الزام باندھنا اگر دوزخیوں اور جہنمیوں کا شیوہ نہیں ۔ تو اور کس شخص کا ہے ۔

پھر حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد ؛ بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد ؛ بڑھینگے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تو نے یہ مجھکو بارہا دی ؛ فسبحان الذی اخزی الاعادی

اسی طرح فرمایا :-

" خدائے کریم جلشانہ نے مجھے بشارت دیکر کہا ۔ کہ تیرا گھر برکت سے بھریگا ۔ اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کرونگا ۔ اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائیگا ۔ تیری نسل بہت ہوگی ۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا ۔ اور برکت دونگا "

" تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی ۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی " (تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۶۱)

ان سطور سے ظاہر ہے ۔ کہ حضور کو جو خداتعالیٰ نے اولاد بخشی ہے ۔ اس کی نسبت یہ بشارت الٰہیہ موجود ہے کہ وہ ہرگز برباد نہیں ہونگے ۔ بادصرصر کے جھونکے اور عداوت و معاندت کی زہر بار ہوائیں ان کی ترقی میں حائل نہ ہونگی ۔ وہ بڑھینگے ۔ اور پھیلینگے ۔ ہاں اسی طرح جیسے باغوں میں شمشاد اپنی وضع کا ایک ہی سرسبز و شاداب درخت ہوتا ہے ۔ اور لوگ اس کے سایہ میں آرام پاتے ہیں ۔ اسی طرح یہ بھی ترقی کرینگے ۔ اور دنیا کے بھولے بھٹکوں کو اپنے سایہ میں جگہ دیکر انہیں راحت و آرام پہونچائینگے ۔

پس اہل بیت کو مٹانے کا تہیہ کرنے والے ناپاک لوگ خوب یاد رکھیں ۔ جن کا خدا حافظ ہو ۔ انہیں کوئی ضرر نہیں دے سکتا ۔ جبکہ خدا کا رسول بآواز بلند کہہ رہا ہے ۔

کہا ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد ؛ بڑھینگے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

تو کون ہے ۔ جو ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا سکے ۔ مقابل پر جو بھی اٹھا ۔ وہ کچلا جائیگا ۔ جو بھی آیا ۔ وہ برباد ہو جائیگا ۔ خدا کی باتیں کبھی نہیں ٹلتیں ۔ اور صداقت دنیا سے کبھی فنا نہیں ہوتی ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آج سے مدتوں پہلے خدا نے

...جو عارضی ہے ۔ اور جس سے انسان کی نجات وابستہ ہے ۔ ساز دواجی زندگی میں محاسبہ نفس کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے ۔ اس طرف توجہ دلانیکے لئے اس موقعہ پر یہ آیت پڑھی جاتی ۔ جس کا میں نے ذکر کیا ہے ۔

الہاماً فرمایا:۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ (۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء)

اے اہل بیت۔ خدا نے تم سے رجس اور ناپاکی کو دور کرنے کا تہیہ کیا ہے۔ وہ تمہیں پاک کریگا۔ ہاں ایسا جیسے پاک کرنے کا حق ہے۔ یہ آیت تطہیر جو آج سے ایک مدت پہلے نازل ہوئی اس حقیقت مخفیہ پر مشتمل تھی۔ کہ ایک زمانہ میں ناپاک طبع انسان حضرت اقدس کے خاندان اور ان کے پاکیزہ اخلاق و عادات پر حملہ آور ہونگے۔ ناپاکی اور رجس آپ کے اہل بیت کی طرف منسوب کرینگے۔ مگر خدا مخالفین کے بدارادوں اور ناپاک حملوں سے آپ کے اہل بیت کو محفوظ رکھیگا۔ اور ان کی طہارت و پاکیزگی اہل دنیا پر روشن فرمائیگا۔ ہم نے دیکھا۔ الٰہی نوشتوں کے مطابق چند بدکردار اُٹھے۔ اور انہوں نے اہل بیت کی طرف رجس اور ناپاکی منسوب کی۔ گند اچھالا۔ اور خوب اچھالا۔ مگر کیا ہوا۔ سانچ کو آنچ نہیں۔ دنیا کے لاکھوں پاکباز انسان آج بھی عقیدت کے پھول اہلبیت پر نچھاور کر رہے ہیں۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ جب تک دنیا فنا نہ ہو جائے۔ اہل بیت کا اعزاز یقیناً قائم رہیگا۔ کوئی نہیں۔ جو اس میں روک بن سکے۔

اہل بیت کا تقدس اس امر سے بھی ظاہر ہے۔ کہ خدا نے بارہا حضرت اقدس پر یہ الہام نازل فرمایا۔ انی معک ومع اھلک اے مسیح! میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تیرے اہل کے بھی ساتھ ہوں۔ اب بتلاؤ۔ کیا خدا کی معیت۔ اس کی تائید اور نصرت کبھی گندوں کے بھی شامل حال ہوا کرتی ہے۔ جب نہیں۔ تو یقیناً اہل بیت کی طہارت کے لئے صرف اس الہام کی موجودگی ہی سب سے بڑی اور کافی دلیل ہے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو الہام ہوا۔

"اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے" (۲ مارچ ۱۹۰۶ء)

یہ الہام جہاں اس امر پر دلالت کرتا تھا۔ کہ اہل بیت کے لئے کسی شر کا پیدا ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ وہاں یہ بھی ظاہر کرتا تھا۔ کہ خدا اہل بیت کو شرور و مفاسد سے محفوظ رکھیگا۔ اور ان کا ساتھ دیکر دشمنوں سے لڑائی کریگا۔ اب واقعات نے حقیقت روشن کر دی فی الواقع اہل بیت کے مقابل پر بہت بڑا فتنہ کھڑا ہوا۔ مگر خدا نے اہل بیت کو محفوظ رکھا۔ اور انشاء اللہ ہمیشہ انہیں اپنی حفاظت و پناہ میں رکھکر دشمنوں کو ذلیل و رسوا کریگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں:۔

"چونکہ خدا تعالٰی کا وعدہ تھا۔ کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالیگا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کریگا۔ جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے"

(تریاق القلوب طبع بار دوم صفحہ ۱۴۸)

اسی طرح فرمایا:۔

"اس (خدا) نے ایک نئے خاندان کے لئے مجھے اس الہام میں ایک نئی بیوی کا وعدہ دیا۔ اور اس الہام میں اشارہ کیا۔ کہ وہ تیرے لئے مبارک ہوگی۔ اور تو اس کے لئے مبارک ہوگا۔ اور مریم کی طرح اس سے تجھے پاک اولاد دی جائیگی۔ سو جیسا کہ وعدہ دیا گیا تھا۔ ویسا ہی ظہور میں آیا" (تریاق القلوب طبع بار دوم صفحہ ۱۶۳)

ان حوالجات میں حضرت اقدس نے اپنی اولاد کو بالکل کھلے الفاظ میں پاک و طیب اور خدائی انوار و برکات کا حامل و ناشر قرار دیا ہے۔ اور انہیں مریم کی اولاد سے تشبیہ دی ہے۔ الزام لگانے والے خود سوچ لیں۔ آج سے ایک زمانہ پیشتر بدکردار یہود نے مریم اور اس کے پاک بیٹے مسیح پر اتہامات باندھکر کیا حاصل کیا تھا۔ خدا نے انہیں ہمیشہ کے لئے ملعون قرار دیدیا۔ ان پر ازلی اور ابدی لعنت ڈال دی۔ پس اگر وہ بھی اپنے ناروا افعال سے باز نہ آئے۔ تو یقیناً خدا انہیں بھی ملعون قرار دیگا۔ ان پر بھی اپنی پھٹکار ڈالکر ہیزم جہنم بنا دیگا۔ اہل بصیرت جانتے ہیں۔ وہ قومیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عیاشی و بدکاری کے الزامات لگائے۔ خود بدکار اور عیاش بن گئیں۔ جنہوں نے پاکبازوں پر ناروا حملے کئے۔ تمام حملوں کے وہ آپ حقیقی مستحق ہو گئے۔ چونکہ خدا کے فرستادہ دنیا کے لئے بمنزلہ آئینہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر وہ جوان کی طرف بدکاری منسوب کرتا ہے۔ دراصل اس کا اپنا عیب اسے نظر آ رہا ہوتا ہے۔ پس کچھ تعجب نہیں۔ اگر یہ اتہامات لگانے والے بھی خود بدکردار و عیاش بن جائیں۔ اور نہایت قریب کے زمانہ میں اپنی عیاشیوں کے سیلاب میں بہکر عذاب الیم کے سمندر میں گر پڑیں۔

خاکسار۔ محمد یعقوب (مولوی فاضل) قادیان دارالامان

ڈچ کانسل کا خط

مسٹر انڈریاسا ڈچ کانسل جو پچھلے دنوں قادیان آئے تھے۔ اور ایک شب یہاں رہے ہے۔ کراچی سے ایک خط بنام ڈاکٹر و مسٹر صادق لکھا ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"امید کہ آپ مجھے معاف فرما دینگے۔ کہ میں یہ خط ڈچ زبان میں لکھتا ہوں۔ میں جلدی میں ہوں۔ میرا جہاز کل صبح روانہ ہوگا۔ اور میں اسوقت رات کے دس بجے ہنوز طیاری میں معروف ہوں۔ وقت کم ہے اور کام بہت۔ اسی کے سبب مجھے آج کراچی میں کوئی موٹر نہ مل سکی۔ اور گھوڑا گاڑی کی سست رفتاری میں بہت سا وقت ضائع ہو گیا۔ آپکا خط اور پارسل مجھے مل گیا ہے۔ اور یہ میری بڑی خوشی ہوگی کہ میں یہ پارسل ہالینڈ پہنچ کر مسٹر صادق کے عزیزوں کو پہنچاؤں اور قادیان کی خوشحالی کا ان سے ذکر کروں۔ میں انہیں بتلاؤنگا۔ کہ میں نے قادیان میں سوائے

اشتہاء ئے خریداران ندائے ایمان کو اطلاع

آخر فروری اور شروع مارچ کے دنوں میں متواتر دو تین بار جریدہ الفضل میں اعلان کیا گیا تھا۔ کہ اشتہار ندائے ایمان ۱-۲ کے خریدار ۱۶ مارچ تک اپنے آرڈر دفتر میں بھیجدیں۔ اسوقت تک قریباً ۲۵ ہزار کے آرڈر دفتر میں وصول ہو چکے ہیں۔ لیکن میں افسوس کے ساتھ احباب کی خدمت میں اطلاع کرتا ہوں۔ کہ تا حال اشتہار ۲ نہیں چھپا اور نہ ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے اس کا مضمون ملا ہے۔ جہانتک میں سمجھتا ہوں۔ اس تعویق کی وجہ شاید اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور کی خدمت میں بعض احباب نے سلسلہ اشتہارات کو بجائے ماہوار جاری کرنیکے سہ ماہی جاری رکھنے کی تجویز پیش کی ہے۔ اور ممکن ہے یہی وجہ تاخیر کی ہو۔ پس جن احباب نے آرڈر دیئے ہوئے ہیں یا جنہوں نے اس کے لئے جنگی قیمت بھیجدی ہے۔ وہ مطلع رہیں۔ کہ اشتہار چھپنے پر انکی خدمت میں حسب تعداد مطلوبہ پہنچ جائیگا۔ اسی اعلان کے ذریعہ میں یہ بھی ظاہر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اس وقت تک جو آرڈر اشتہار ۱ کے لئے مل چکے ہیں۔ انہیں سے بعض نئی جگہ کے آرڈر ہیں۔ اور بعض انہی جگہوں کے جہاں اشتہار ۱ پہنچ چکا ہے۔ مگر اشتہار نمبر ۱ کے تمام خریداروں نے ۲ کے لئے آرڈر تا حال نہیں بھیجا۔ اسلئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ جن خریداران اشتہار ۱ نے اس وقت تک آرڈر نہیں بھیجے۔ وہ اب بھیجدیں۔ یہ سلسلہ اشتہارات جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰی نے اپنی ہدایات میں جو شائع ہو چکی ہیں فرمایا ہے صرف اسی صورت میں مفید ہو سکتا ہے۔ کہ ہر جگہ ہر ایک اشتہار پہنچے۔ اور ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ کسی جگہ یہ تسلسل ٹوٹ جائے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

نیکی کے اور کچھ نہیں پایا۔ سفر ہندوستان سے جو بہت سے اثرات میرے دل پر پڑے ہیں۔ انہیں سے خاص اثرات قادیان کے ہیں۔ جنہوں نے میرے دل میں خاص جگہ حاصل کی ہے۔ سب سے اول آپ لوگوں کی مہمان نوازی ہے جس سے میں بہت ہی مسرور ہوا۔ اور میں آپکا مشکور ہونگا۔ اگر آپ میرا شکریہ اپنے سب احباب کو پہنچا دینگے۔ لیکن خاص بات جو مجھ پر اثر کرنیوالی ہوئی۔ وہ ایک سچی ایمان اور سچی برادری ہے۔ جو الٰہی محبت سے پیدا ہو کر قادیان کو ایک سورگ سی فضا بخش رہی ہے۔ جو عیسائی حلقوں میں شاذ و نادر ہے۔ آپکے فاضل ذوالفقار علیخان صاحب (ناظر اعلےٰ) جنکے ساتھ مجھے خاص محبت حاصل ہو گئی ہے۔ جو کتب مجھے عطا فرمائی ہیں۔ انکے پڑھنے کے بعد میں پھر آپکو اطلاع کرونگا۔ دراصل مجھے قادیان میں اور بھی زیادہ قیام کرنیکی بہت خواہش ہو گئی تھی۔ ہالینڈ پہنچکر پھر آپکو خط لکھونگا۔ اب آپ ہر دو کے واسطے میں دعا کرتا ہوں کہ آپکو وہ تمام خوشیاں اور امن حاصل ہوں۔ جو زمین پر حاصل ہونی ممکن ہیں۔ آپ کی خدمت گزاری کے لئے بندہ انڈریاسا۔ از کراچی۔

حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ

۲۳ جون ۱۹۲۹ء کا سانحہ ہوشربا جماعت احمدیہ کے لئے ناقابل فراموش صدمہ ہے۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کا وجود نہایت قیمتی اور کارآمد وجود تھا۔ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زبردست ستون تھے۔ اور اس کے لئے ہمیشہ اپنے آپ کو ذمہ وار سمجھتے تھے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر پہلو اپنے اندر بیش قیمت سبق رکھتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ میں آپ کے زرین مقالات اور روشن واقعات میں سے کچھ عرض کروں۔ اگرچہ آج ہم آپ کی نغمہ زا اور سریلی آواز نہیں سن سکتے۔ مگر اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ آپ کی زندگی کے عظیم الشان کارنامے قیامت تک زندہ رہینگے۔ سچ ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

چھٹی سے نفرت

حضرت حافظ صاحب کو چھٹی اور رُخصت کے نام سے بہت نفرت تھی۔ آپ نے بارہا طالب علموں سے کہا۔ میرے سامنے چھٹی کا لفظ بھی مت بولا کرو۔ جب تک تم زندہ ہو کوئی لمحہ تمہارے لئے رخصت کا مقرر نہیں کیا گیا۔ ہاں اس دنیا کی کٹھن منزل طے کرنے پر بجا طور پر آرام کر سکتے ہو۔ یہی نظریہ تھا جس کی وجہ سے آپ نے عمر بھر بہت ہی کم اور وہ بھی انتہائی معذوری میں رخصت لی۔ آپ کام کرنے میں ہی راحت پاتے تھے۔ محنت آپ کی غذا اور خدمت سلسلہ آپ کا نصب العین تھا۔ آپ کبھی کسی طالب علم کو رخصت دینے میں خوشی محسوس نہ کرتے تھے۔ معمولی بیماری وغیرہ کے موقعہ پر تو بالکل رخصت نہ دیتے۔ ہاں مریض کے آرام کا خیال کرتے ہوئے چارپائی پر لٹا دیتے۔ مگر درس کے سننے میں اسے ضرور شریک کر لیتے۔

فرض منصبی کا احساس

ایک بہت بڑی خوبی آپ میں یہ تھی۔ کہ آپ اپنے کام کو بیگار نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ اپنا کام سمجھتے ہوئے نہایت سنوار کر کرتے اور ہمیشہ ذاتی مفاد اور ذاتی ضروریات کو فرض منصبی کی خاطر قربان کر دیتے۔ ہر انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ انسانی زندگی میں بسا اوقات جذبات اور فرض میں تصادم ہو جاتا ہے۔ ایسے نازک وقت میں بہت سے لوگ متزلزل ہو جاتے ہیں۔ اور فرض کی ادائگی کی نسبت جذبات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مگر حضرت حافظ صاحب مرحوم ہمیشہ فرض منصبی کو مقدم رکھتے۔ اپنی یا غیر کی خوشی کی خاطر مفوضہ ڈیوٹی کو ترک کرنا کبیرہ گناہ سمجھتے پوری تن دہی اور ہمہ تن مصروفیت سے اپنے کام کو سرانجام دیتے۔

مومنانہ خودداری

زندہ قوموں کی یہ ضروری علامت ہے۔ کہ اس کے افراد میں جائز انانیت ہو۔ ان میں سے ہر ایک یہی سمجھے کہ زمین آسمان کا بوجھ مجھ پر ہی ہے۔ اور قومی و ملی ضروریات کو پورا کرنا میرا ہی فرض ہے۔ گویا ہر فرد شاعر کے اس مقولہ کا مصداق ہو ؎

اذا القوم قالوا من فتیً خلتُ انني
عُنیتُ فلم اکسل و لم اتبلد

حضرت حافظ صاحب اس روح کے حامل تھے۔ اور ان کی انتہائی خواہش تھی۔ کہ جماعت کا ہر فرد ادنیٰ و اعلےٰ احساس ذمہ واری میں یکتا ہو۔ مجھے خوب یاد ہے۔ میرے ابتدائی ایام میں آپ نے گوجرہ سے واپس آتے ہوئے لاہور اسٹیشن پر جب مجھے پادریوں سے مباحثہ کے لئے قصور روانہ کیا۔ تو میں نے برسبیل تذکرہ ذکر کر دیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ قصور میں جناب فاضل راجیکی بھی موجود ہونگے۔ اِس لئے اب مجھے فکر نہیں۔ آپ نے نہایت جوش سے فرمایا۔ دوسروں کے کندھے پر بندوق چلانا مردوں کا کام نہیں۔ تم یہ مت خیال کرو کہ وہاں فلاں آ جائیگا۔ تم خود اپنے آپ کو اکیلے ذمہ دار سمجھو۔ جب تک تم میں یہ روح نہ ہوگی۔ تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آپ کے ان الفاظ نے مجھے چونکا دیا۔ اور ایک بجلی کی لہر سارے بدن میں دوڑ گئی۔ بلند خیالی اور ذمہ واری کا احساس بہت بڑھ گیا۔

ایمانی غیرت

اپنے مذہب اور ہادی مذہب کے خلاف حملوں کی برداشت کو نادان رواداری کہتے ہیں۔ اور آجکل نئی تہذیب کے دلدادہ علی العموم اس فیشن پر عامل ہوتے ہیں۔ انہوں نے ایمانی غیرت کا نام تنگ خیالی۔ کم حوصلگی اور عدم رواداری قرار دیا ہے۔ مگر نفسیات کا ماہر بخوبی جانتا ہے۔ کہ مذہب کے لئے غیرت کا فقدان نہ صرف انسان کو مذہب کی محبت سے بے بہرہ کر دیتا ہے۔ بلکہ آہستہ آہستہ اسے مذہب سے ہی بیزار کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن پاک نے ان مجالس میں بیٹھنے سے روک دیا۔ جن میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے استہزاء کیا جاتا ہو۔ حضرت حافظ صاحب اس باب میں نہایت نمایاں خصوصیت رکھتے تھے۔ کوئی مرتبہ ایسا نہیں آیا۔ کہ آپ نے معمولی سی بات دنیا کی ظاہرداری یا [illegible] رواداری کے پردہ میں غیرت کو دبایا ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کے دشمنوں کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ کہ آپ اپنے مذہب کے لئے بہت غیور تھے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ نے لکھا۔ "مرزا صاحب کے راسخ مرید تھے۔ (اہلحدیث ۵ جولائی ۱۹۲۹ء) اور اخبار پیغام صلح" نے لکھا۔ "حافظ روشن علی صاحب ایک متشدد محمودی تھے۔ محمودیت کی حمایت میں انہوں نے ہمیشہ غالیانہ سپرٹ کا اظہار کیا" (۹ جولائی ۱۹۲۹ء)

جذبۂ ہمدردی

آپ کی شفقت اور ہمدردی کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ ہر طبقہ کے لوگوں سے آپ کے تعلقات تھے۔ انگریزی خوان اصحاب اور عربی دان گروہ میں آپ یکساں مقبول تھے۔ اور ہر شخص کو یہی خیال ہوتا تھا۔ کہ آپ کو مجھ سے ہی زیادہ محبت ہے۔ آپ کے شاگردوں میں بھی ہر قسم اور ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں۔ آپ کو قدرت نے ملنساری کا بہت مادہ دیا تھا جس کی بدولت آپ معمولی زمیندار اور اعلےٰ درجہ کے فلسفی کے لئے مساوی رنگ میں سامان دلچسپی پیدا کر دیتے تھے۔ کئی یتیم تھے۔ جو آپ کی ہمدردی سے فیض یاب تھے۔ اور بہت سے مساکین تھے۔ جن کی امداد کرنا آپ اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اور بسا اوقات ایسی نیکی عام نظروں سے مخفی رکھتے۔ طالب علموں کے لئے سایۂ رحمت تھے۔ مبلغین کلاس کے طلباء کو تو بالکل بیٹوں کی طرح سمجھتے تھے۔ اور ان کی ہر ضرورت۔ مشکل اور حاجت کو پورا کرنے کے لئے پوری کوشش فرماتے۔

معاملات کی صفائی

داد و ستد کے نہایت کھرے تھے۔ کسی دوکاندار وغیرہ کو شکایت کا موقعہ نہیں دیتے تھے۔ بلکہ بسا اوقات انکی تنگی میں خود کام آتے تھے۔ طلبہ کو ہمیشہ نصیحت فرماتے۔ کہ معاملات میں صفائی رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر تم اپنی زندگی میں راحت حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ نے مرض الموت میں بھی اس امر کا خاص اہتمام فرمایا۔ کہ کسی کا قرضہ باقی نہ رہ جائے۔ تنخواہ ملنے پر پہلے قرض ادا کرتے۔ اور باقی ماندہ رقم اپنے اہلبیت کے لئے ماہوار خرچ کے طور پر انکے سپرد کر دیتے۔

سادگی اور بے تکلفی

تصنع اور بناوٹ سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ اور تکلف کرنا آپ کی عادت میں داخل نہ تھا۔ صاف گوئی کے علاوہ بے تکلفی کمال درجہ کی تھی۔ طالب علموں کو کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دیتے تھے۔ کہ میں استاد ہوں۔ اور تم شاگرد۔ اس بے تکلفی کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ آپ نے شاگردوں کو آزادانہ تحقیقات کا عادی بنایا۔ اور ضروریات سلسلہ کے ساتھ ساتھ ان میں علمی روح پیدا کی۔ آپ بزدلی اور جبن کو نہایت مکروہ قرار دیتے تھے۔ اور آپ نے بارہا بتایا۔ کہ اگر جرأت اور بہادری سے کوئی کام کیا جائے۔ اور وہ نظام سلسلہ

کے خلاف نہ ہو۔ جماعت کے وقار کو اس سے صدمہ نہ پہنچتا ہو۔ تو اس پر اگر توبیخ بھی کی جائے۔ تو اسے خندہ پیشانی سے قبول کر لینا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ تمہاری رائے غلط ہو۔ اِس لئے افسروں کا کام ان کے سپرد کرو۔ مگر سلسلے کے لئے جو بات تم ضروری سمجھتے ہو۔ اس سے چُوکنا نہیں چاہیئے۔ یہ ایک نہایت قیمتی گُر ہے۔

خدمت دین کا عشق

سچ ہے ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ حضرت حافظ صاحب دین کی خدمت کے لئے کامل عشق رکھتے تھے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ میں اس شذرہ میں اس کی تفصیلات میں نہیں جا سکتا۔ اور نہ ہی یہ میرا منصب ہے۔ مگر میں ایک واقعہ کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ماہ مئی ۱۹۲۹ء کے اخیر دنوں میں ۲ر جون کے جلسوں کے لئے لیکچراروں کا تقرر ہو رہا تھا۔ مَیں نے بطور خبر آپ کی خدمت میں اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ناظر صاحب سے کہنا۔ کہ مجھے بھی کسی جگہ مقرر کر دیں۔ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ آیندہ سال شاید یہ موقعہ نہ ملے۔ مَیں نے عرض کیا۔ آپ تو چارپائی پر پڑے ہیں۔ فرمایا کسی کے سہارے کسی قریب کے شہر میں چلا جاؤں گا۔ مجھ سے یہ بھی تو برداشت نہیں ہو سکتا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں جلسے ہوں۔ اور میرا ان میں حصّہ نہ ہو۔ آپ کے اصرار نے مجھے مجبور کر دیا۔ اور مَیں نے ناظر صاحب سے عرض کیا۔ مگر وہ آپ کی بیماری کی وجہ سے کہیں بھیجنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔

اِس واقعہ سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ آپکو خدمت دین کا کس قدر شوق تھا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو حضرت حافظ صاحب کے ثناخواں ہیں۔ کیا ان کا فرض نہیں۔ کہ وہ اس روحانی جذبہ کو اپنے اندر پیدا کریں۔

دشمنوں کی شہادت

حضرت حافظ صاحب کی خوبیوں کو بیان کرنے کے لئے مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ اور ہمارے محترم بھائی مولوی غلام احمد صاحب مجاہد اس خدمت کو سرانجام دینے کا ارادہ ظاہر کر چکے ہیں۔ اِس لئے میں اب آخر میں اخبار "اہلحدیث" اور اخبار "پیغام صلح" کے ریمارکس درج کرنا کافی خیال کرتا ہوں۔ ان بیانات میں جن خوبیوں کا اعتراف ہے۔ وہ وہ ہیں جن کے ذکر کے لئے دشمنوں کے قلم بھی شرمندۂ بیان ہوئے۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔

اخبار اہلحدیث لکھتا ہے۔

"حافظ روشن علی قادیانی جماعت میں ایک قابل آدمی تھے۔ قطع نظر اختلاف رائے کے ہم کہتے ہیں۔ کہ موصوف خوش قرأت۔ خوش گو تھے۔ مناظرے میں متین اور غیر دل آزار تھے۔ مرزا صاحب کے راسخ مرید تھے۔ ہمیں ان کی وفات میں انکے متعلقین سے ہمدردی ہے۔" (اہلحدیث ۵ر جولائی سنہ ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۵)

اخبار پیغام صلح نے لکھا:۔

"اختلاف عقائد اور چیز ہے۔ انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے۔ کہ اختلاف عقائد کے ہوتے ہوئے بھی دوسرے کے دُکھ درد اور رنج و راحت میں اس کے شریک حال ہو۔ حافظ روشن علی صاحب ایک متشدد محمودی تھے۔ محمودیت کی حمایت میں انہوں نے ہمیشہ غالیانہ سپرٹ کا اظہار کیا۔ تاہم ان میں بعض خوبیاں بھی تھیں۔ جن کی وجہ سے ان کی موت باعث افسوس ہے۔ حافظ صاحب حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ مرحوم کے شاگردوں میں سے تھے۔ نہایت ذہین، خوش بیان خوش الحان اور عالم آدمی تھے۔ نہ صرف علوم اسلامیہ پر کافی عبور تھا۔ بلکہ غیر مذاہب سے بھی خاصی واقفیت رکھتے تھے۔ اور آریہ سماج کے ساتھ کئی ایک مناظرے انہوں نے کئے۔"

(۹ر جولائی سنہ ۱۹۲۹ء)

حضرت حافظ صاحب کی یادگار

حضرت حافظ صاحب کی یادگار خود آپ کے کارنامے ہیں۔ نسلوں پر نسلیں گذرتی جائیں گی۔ زمانہ کے بعد زمانہ آئے گا۔ مگر حضرت حافظ صاحب کا نام اور ان کے کام بھلائے نہیں جا سکیں گے۔ اِس لئے یہ کہنا بے جا نہیں۔ کہ آپ کی یادگار خود آپ ہیں۔ لیکن انسانی قلوب اپنے تاثرات کے اظہار کے لئے کسی بیرونی چیز کے محتاج ہیں۔ اِسی لئے مَیں نے اس کی طرف توجہ دلائی تھی۔ احباب نے اس یادگار میں شرکت کے لئے آمادگی کا بہت شوق ظاہر فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ امریکہ تک سے اس کے لئے آواز آ چکی ہے۔ نواب عبد اللہ خان صاحب ہمہ تن کوشاں ہیں۔ کہ قادیان میں حضرت حافظ صاحب کی یادگار میں ایک یتیم خانہ وسیع پیمانہ پر کھولا جائے۔ اس میں بہت حد تک کامیابی ہو چکی ہے۔ جو دوست اس صدقہ جاریہ میں شریک ہونا چاہیں۔ انہیں براہ راست جناب نواب صاحب سے خط و کتابت کرنی چاہیئے۔ (خاکسار ادنیٰ شاگرد اللہ دتا جالندھری قادیان)

بابو گلاب خان صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ مین پوری کے مختصر حالات

بابو گلاب خان صاحب مرحوم ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر و امیر جماعت احمدیہ مین پوری یو۔ پی کی اصلی سکونت قصبہ کوراؤلی ضلع مین پوری تھی۔ جو مین پوری سے دس میل پر واقع ہے۔ آپ اپنی ملازمت کے سلسلہ میں عرصہ تک پنجاب کے بہت سے اضلاع میں رہکر ضلع کرنال سے پنشن لیکر مین پوری آئے اور آپنے بجائے کوراؤلی کے مین پوری رہنا پسند کیا۔ ایک مکان بہت اچھا جو متصل ڈاکخانہ سٹی مین پوری لب سڑک واقع ہے۔ خرید لیا۔ آپ سلسلہ احمدیہ کے ایک مخلص فرد اور زاہدانہ و عابدانہ زندگی بسر کرنے میں احمدیت کا ایک سچا نمونہ تھے۔ آپکو جماعت اور سلسلے سے ایک خاص انس تھا۔ اور معزز حضرات جماعت سے آپکی خاص واقفیت تھی۔

مشن بنجار گان کا کام جب سے آپکے سپرد ہوا۔ آپ بنجار گان کی بہبودی اور حالت سنبھالنے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ انکے ڈیروں میں جا جا کر خبر گیری کیا کرتے اور انکی ہر تکلیف اور مصیبت کو اپنی تکلیف خیال کیا کرتے۔ بنجاروں کو بھی آپ سے خاص الفت اور محبت تھی۔ علاوہ کوراؤلی کے مین پوری خاص میں بھی آپکی عزیزداری ہے۔ اور بڑا کنبہ ہے۔ لیکن آپکی اولاد میں صرف بابو محبوب خان ہیں۔ کہ جو اس وقت ڈاکخانہ چاوڑی بازار دہلی میں سب پوسٹ ماسٹر ہیں۔ آپنے پسماندگان میں علاوہ دیگر اعزا کے بیوی، لڑکا، بہو، چار پوتیاں دو پوتے چھوڑے۔ آپکا یہ کل کنبہ بفضلہ تعالیٰ سب احمدی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکے اس باغ احمدیت کو بار آور کرے۔ اور احمدیت کا سچا نمونہ بنائے۔ آپکی بڑی پوتی میری بیوی ہے۔ آپنے اس پوتی کو صغر سنی سے پالا اور پرورش کیا۔ آپنے میرا نکاح بتحریک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فروری ۱۹۲۶ء میں کیا تھا۔ آپ جلسہ سالانہ پر جانے کیلئے خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ اور جوں جوں دن قریب آتے آپکی خوشی میں اضافہ ہوتا جاتا۔ اس مرتبہ آپ ۸ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو معہ اپنے متعلقین کے روانہ ہو گئے۔ اور دہلی، کنجپورہ، گجرات اپنے احباب سے ملتے ہوئے ۲۵ر دسمبر کو قادیان پہنچ گئے۔ جلسہ کے ایام میں آپکی کمر میں درد تھا۔ مگر آپ درد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے برابر جلسہ گاہ میں بیٹھے رہتے۔ ۲۸ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو جب حضرت صاحب کی پہلی تقریر میں اذان ہونے لگی۔ اور سردی پڑنے لگی۔ تو مینے آپکو درد کی وجہ سے چلے جانے کا مشورہ دیا۔ لیکن آپ برابر بیٹھے رہے۔ اور جلسہ ختم ہونے پر اُٹھے۔ جب آپ اُٹھے تو سردی کے باعث درد کی تکلیف زیادہ تھی۔ دوسرے دن بھی حضرت صاحب کی تقریر سننے کیلئے باوجود درد کی تکلیف کے رات کو بہت دیر تک بیٹھے رہے۔ اور جب تکلیف زیادہ بڑھی تو بمشکل میرے بار بار کہنے پر اُٹھکر گئے۔ آخر ہم لوگ ۳۰ر دسمبر قادیان سے واپس چلے۔ میں اور مولوی حکیم الدین صاحب دہلی سے مین پوری چلے آئے۔ لیکن بابو جی کو بابو محبوب خانصاحب نے روک لیا۔ اور آپ ۵ر جنوری ۱۹۳۰ء کو مین پوری تشریف لائے۔ یہاں آکر درد میں بہ نسبت پہلے کے زیادتی ہو گئی۔ اور بخار آنے لگا۔ علاج کرنے پر درد بھی جاتا رہا۔ اور بخار بھی نہ آیا۔ اور طبیعت اچھی ہو گئی۔ پھر کچھ دنوں بعد حرارت محسوس ہونے لگی۔ ۲۸ر فروری کو جب میں اہل خانہ کو لیکر مین پوری گیا۔ تو آپکو کسی قدر کمزور پایا۔ اور ہر وقت حرارت رہتی تھی۔ اور کھانسی تھا۔ آپکی حالت ایسی ہی رہی۔ بعدہ آپکے پاؤں پر ورم آگیا۔ پھر پیٹ پر بھی ورم آگیا۔ علالت کی حالت میں آپ اخبار خود پڑھتے اور نیز پڑھوا کر سنتے رہتے۔ ۳۱ر مارچ اور یکم اپریل کی درمیانی رات کو آپ تمام رات قرآنی آیات اور لمبی لمبی سورتیں خود پڑھتے رہے۔ یکم اپریل صبح کو بابو محبوب خان صاحب کے آنے کا انتظار اور دیکھنے کا اشتیاق تھا۔ مگر افسوس کہ انکا تار آیا۔ اور آپنے خود پڑھکر کہا "افسوس جسکا باپ مر رہا ہو اسکے بیٹے کو رخصت نہ ملے"۔ مرنے سے کچھ پہلے آپنے اخبار الفضل نمبر ۸۷ کا مضمون "خطبہ جمعہ" میری اہلیہ یعنی اپنی بڑی پوتی سے پڑھوا کر سنا۔ اور سنکر بہت مسرور اور محظوظ ہوئے۔ انتقال ہونے سے کچھ منٹ پہلے آپنے لاحول پڑھی اور سخت لہجہ میں کہا "میں ہرگز نہیں کہونگا میں ہرگز نہیں کہونگا۔ میں تو اللہ ہی اللہ کہونگا" اور کلمہ پڑھتے ہوئے

ہوئے سیدھے لیٹ گئے۔ حالانکہ ورم پیٹ کی وجہ سے ۳-۴ دن سے چت ہو کر نہیں لیٹا جاتا تھا۔ اسوقت آپنے چت لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ صرف ہونٹ ہلتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ کہ یکایک بوقت ایک بجے دن تاریخ یکم اپریل ۱۹۳۰ء [illegible] آپکی عمر ۷۱ سال تھی۔ آپ بفضلہ احمدیت کی یاد لگ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے بار آور کرے۔ (ذیا [illegible]

بعدالت جناب سردار امیر محمد خانصاحب تمندار قیصرانی

آنریری سب جج چہارم کورٹ قیصرانی

بمقدمہ دیوانی نمبر ۱۱۳ سال ۲۹ء

منگھو رام و طوطل رام پسران ملاوہ رام وغیرہ قوم پیر سکنائی فتح خان مدعیان۔ تحصیل سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخان

بنام

مکندہ رام و تگیہ رام پسران کھلندہ رام قوم کنواترہ سکنائی ٹبی قیصرانی تحصیل سنگھڑ

دعویٰ مبلغ -/۱۱۷

مقدمہ مندرجہ عنوان میں درخواست ہے۔ کہ مکندہ رام مدعاعلیہ دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اور روپوش پھرتا ہے۔ اور عدالت ہذا کو اطمینان ہے۔ کہ مدعاعلیہ پر معمولی طریقہ سے تعمیل سمن ہونی مشکل ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری اور شائع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مکندہ رام مدعاعلیہ ۲۱ جیٹھ کو حاضر عدالت ہذا نہ ہوا تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ آج بتاریخ ۲۶ بیساکھ ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول ۲۰ بذریعہ دیوانی

باجلاس ملک نادر خانصاحب نائب تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم بھلوال ضلع شاہ پور

مسل ۷۱ بمقدمہ قاسم علی و ابو حسن محمد قوم وڑائچ سکنہ چک ۲۲ شمالی مدعی

بنام

ودہایا۔ نواب ۲۲ مزارعان۔ پسران مولاداد اقوام وسکنائے ماجھوتر تحصیل و ضلع سیالکوٹ۔ مدعاعلیہم

دعوے دلاپانے مبلغ -/۸۳ اصل معہ سود بابت معاملہ وآبیانہ فصل ربیع ۱۹۲۹ء۔

مقدمہ صدر میں پایا گیا ہے۔ کہ مدعاعلیہم بالا دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ دواقعہ ۱۹ بیساکھ بوقت دس بجے دن کے صاحب عدالت ہذا حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ کرو۔ ورنہ کارروائی حسب ضابطہ یکطرفہ کیجاویگی۔

آج بتاریخ ۳۰ ماہ اپریل ۱۹۳۰ء دستخط ہمارے اور مہر عدالت جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

(دستخط حاکم)

انعامی ادویہ

عطر اور تیل

(انعام) ہم اپنے گاہکوں کو ہر ماہ قرعہ کے ذریعہ سے پانچ تین اور دو روپے کی جو چیزیں وہ پسند کریں۔ انعام کے طور پر دیتے ہیں۔ آپ فوراً آرڈر بھیجدیں۔ شاید اس ماہ کا انعام آپ کو ہی مل جائے۔

کنار سی رونس۔ نہایت بیش قیمت کُشتوں اور ادویہ سے مرکب دوائی ہے۔ سردی اور گرمی میں یکساں استعمال ہو سکتی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے۔ رنگ نکھارتی ہے۔ دل کو فرحت بخشتی ہے۔ جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ اور کھانا ہضم کرتی ہے۔ تمام قسم کی مردانہ کمزوریوں کا بے نظیر علاج ہے۔ کمزوری۔ سستی۔ سرعت۔ جریان کی تیر بہدف دوا ہے۔ عورتوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ایام میں درد۔ کثرت یا قلت حیض۔ حمل کا نہ ٹھیرنا یا اسقاط ہو جانا۔ بچہ کا کمزور پیدا ہونا سب امراض کے لئے فائدہ بخش ہے۔ افسردگی۔ خفقان۔ وہم۔ کام سے نفرت۔ ان سب تکلیفوں کا علاج ہے۔ اسکے استعمال سے عورتوں کا دودھ بڑھتا ہے۔ اور بچہ مضبوط پیدا ہوتا ہے۔ پرانا نزلہ اور بخار کے لئے نہایت مفید ہے۔ تھکان کو دُور کرتی ہے۔ بینائی کو طاقت دیتی ہے جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ قیمت باوجود ان سب خوبیوں کے دو روپے فی شیشی ہے۔ معہ محصولڈاک۔ تین شیشی لعہ اور چھ شیشی لعہ

سرمہ نورانی۔ آنکھوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ککرے۔ بصارت کی کمزوری۔ آنکھوں کی سرخی۔ دھند۔ جالا۔ شب کوری۔ ناخنہ۔ زخم۔ پانی کا بہنا۔ سب امراض میں مفید ہے۔ قیمت دو روپے فی تولہ

دلکشا سنون۔ دانتوں اور مسوڑوں کی خرابی کو آجکل کی تحقیقات میں نصف بیماریوں کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ ہے بھی درست۔ تبھی تو مذہب نے بھی مسواک پر اس قدر زور دیا ہے۔ دلکشا سنون۔ دانتوں کی صفائی۔ مسوڑوں کی مضبوطی۔ خون کو روکنے۔ منہ کی بدبو کا ازالہ اور دانتوں کے ہلنے اور انکے کیڑوں کے دور کرنے کے لئے اور درد دندان کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۸؍

دلکشا کریم۔ منہ اور ہاتھوں کو نرم رکھنے۔ رنگ کو نکھارنے جلد کے پھٹنے۔ داغوں۔ دانوں۔ تلوں اور پھنسیوں کا یونانی علاج ہے۔ قیمت فی شیشی ۸؍

دل کشا ہیر آئل۔ بالوں کی صحت کا خیال نہ صرف عورتوں کے لئے ہی ضروری ہے۔ بلکہ مردوں کے لئے بھی۔ دلکشا ہیر آئل نہ صرف بالوں کو خوبصورت۔ ملائم۔ اور لمبا کرتا ہے بلکہ بفہ یعنی سکری کے لئے مفید ہے۔ پس عورت اور مرد اس سے یکساں فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ تیل سائنٹیفک اصول کے ماتحت بادام روغن۔ زیتون اور دوسرے تیلوں کو ملا کر قیمتی ادویہ سے تیار کیا گیا ہے۔ اور خوشبو کے لحاظ سے بھی بہت عمدہ ہے۔ قیمت عہ فی شیشی۔ تین شیشی کے خریدار سے بجائے ساڑھے سات روپے کے سات روپے وصول کئے جائیں گے۔

دلکشا عطر۔ ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے عطر نئی طرز پر تیار کئے جاتے ہیں۔ ان عطروں کے بنانے میں یہ کوشش کیگئی ہے۔ کہ عطر کی خوشبو پھول کے مشابہ ہو۔ ۱۲ سے لیکر آٹھ روپے تولہ تک ہر قسم کے عطر مل سکتے ہیں۔ آرڈر دیکر خود ہی ہمارے عطروں کی خوبی کا تجربہ کر لیں۔ فہرست دو پیسہ کا ٹکٹ آنے پر ارسال کی جائیگی۔

نوٹ:۔ جو احمدی ڈاکٹر سند یافتہ ہونگے۔ انکو دوائیوں کے نمونے مفت بھیجے جائیں گے:

مینجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان

مکرمی ڈاکٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔ میں نے آپکی تیار کردہ کنگ آف ٹانکس کی گولیوں کا استعمال کیا۔ جن کے تھوڑے سے استعمال سے مجھے بدن میں طاقت اور طبیعت میں بشاشت معلوم ہوئی۔ اسلئے مزید استعمال کے لئے ایک شیشی اور خریدتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر دے۔ واقعی بے نظیر گولیاں ہیں۔ والسلام (خاکسار محمد حسین کاتب قادیان)

قیمت ۴۰ گولی عہ روپیہ۔ تیس گولی لعہ روپیہ معہ محصول۔

تیار کردہ:۔ فیض عام میڈیکل ہال قادیان

پیغام شادی

ایک اعلےٰ خاندان گریجوایٹ کے لئے جو امپیریل یا پروونشل سول و پولس سروسیز کے امتحانات میں امسال و آیندہ سال بیٹھنے والے ہیں۔ شادی کرنے کے لئے ایک اعلیٰ خاندان خوبصورت۔ تعلیم یافتہ۔ نوجوان لڑکی کی ضرورت ہے مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم کر سکتے ہیں۔ حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمادیں۔

صاحبداد خان سب انسپکٹر پولس تھانہ پیانی ضلع ہردوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

موجودہ سیاسی شورش میں کانگریس اور گورنمنٹ کا غلط رویہ

مُسلمانوں کیلئے صحیح طریق عمل

جماعت احمدیہ کو کیا کرنا چاہیئے؟

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲ رمئی سنہ ۱۹۳۰ء

آج میں جس مسئلہ کے متعلق اظہار خیالات کرنا چاہتا ہوں وُہ ہے تو سیاسی۔ مگر

اسلام سیاسیات سے علیحدہ نہیں

ہے۔ بلکہ سیاسیات کا وُہ حصہ جو جائز اور درست ہے۔ وہ اسلام میں داخل ہے۔ اور میں اُسی حصّہ کے متعلق آج خطبہ پڑھنا چاہتا ہوں۔ ہمارے دوست ناواقف نہیں ہیں۔ کہ آج کل سارے ہندوستان میں کانگریس کی طرف سے پراپیگنڈا کیا جارہا ہے۔

کانگریس اپنی ذات میں

ہمارے لئے کسی تکلیف اور رنج کا موجب نہیں ہے۔ وُہ چند ایسے افراد کا مجمُوعہ ہے۔ جو اپنے بیان کے مطابق ملک کی آزادی اور بہتری کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ اور کوئی عقلمند۔ کوئی شریف کوئی باحیا۔ اور کوئی انسان کہلانے کا مستحق انسان ایسے لوگوں کو بے قدری اور بے التفاتی کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ جو اپنے آپ کو اس لئے مصیبت میں ڈالے ہُوئے ہوں۔ کہ اپنے ملک اور اہل ملک کو آرام اور آسائش پہونچائیں۔ اس لئے جس حد تک ان کے اپنے بیان اور ان کے اصول کا تعلق ہے۔ ہمیں ان کے ساتھ

کلی ہمدردی

ہے۔ اور جس مقصد اور مدعا کو لے کر وُہ کھڑے ہُوئے ہیں۔ اور جو ملک کی بہتری اور حریت کے سامان پیدا کرنا ہے۔ ان کے حصُول کی خواہش میں ہم کسی سے پیچھے نہیں ہیں ؂

ہندوستان کی آزادی

اور حریت جس طرح گاندھی جی۔ پنڈت موتی لال نہرو۔ پنڈت جواہر لال نہرو۔ مسٹر سین۔ مسٹر آئنگر۔ ڈاکٹر ستیہ پال وغیرہ کو مطلوب ہے۔ اسی طرح ہمیں بھی مطلوب ہے۔ اور ہندوستان ویسا ہی ہمارا ملک ہے جیسا ان لوگوں کا ہے۔ اور اپنے وطن کی محبت اور آزادی کا خیال اسی طرح ہمارے سینوں میں بھی موجزن ہے جس طرح ان کے سینوں میں ہے۔ اس لئے ہم یہ سُننے کے لئے کبھی آمادہ نہیں ہوسکتے۔ کہ ہمارے دلوں میں

ہندوستان کی محبّت

نہیں۔ یا وُہ لوگ اس بارے میں ہم سے بڑھے ہُوئے سمجھے جائیں۔ لیکن دوسری طرف ہم اس بات سے بھی انکار نہیں کرسکتے۔ کہ ہمارا ملک

ہندوستان انگریزوں کے ماتحت

ہے۔ انگریزوں نے یہاں آکر جبراً قبضہ کر لیا۔ یا رضامندی سے۔ انگریز یہاں خود بخود آکر قابض ہو گئے۔ یا بلائے ہُوئے آئے۔ وُہ ہندوستان کا مال و دولت کھینچ کر اپنے ملک میں لے گئے۔ یا ہمیں فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ ان باتوں سے قطع نظر کرتے ہُوئے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ وُہ سترھویں صدی سے ہندوستان میں آئے اور انیسویں صدی سے بلکہ اٹھارھویں صدی سے ہی انہیں ہندوستان کی حکومت میں حصّہ مل گیا۔ اور اب وُہ

سارے ہندوستان پر قابض

ہیں۔ پس اس سے ہم انکار نہیں کرسکتے۔ کہ قانون کے مطابق ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت قائم ہے۔ اور کوئی دوسری حکومت جو انگریزوں کے منشاء اور سمجھوتہ کے بغیر قائم ہو۔ وُہ

قانونی حکومت

نہیں کہلاسکتی۔ قانونی حکومت وہی کہلائے گی۔ جو اس قائم شدہ حکومت کے سمجھوتہ سے قائم ہو۔ بشرطیکہ اس سمجھوتہ میں کسی قوم کو زیچ نہ دیا گیا ہو۔ پس ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت قائم ہے۔ اور از روئے قانون قائم ہے۔ اس سے سمجھوتہ کرکے ہی کوئی اور حکومت قائم ہوسکتی ہے۔ بشرطیکہ ایسا سمجھوتہ کرتے ہوئے انگریز کسی قوم کو زیچ نہ دیں۔ ورنہ

جنگ وجدال کا بازار

گرم ہوجائے گا۔ اور ملک میں بدامنی اور تباہی پھیل جائے گی ؂ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انگریزوں نے کچھ عرصہ سے اہل ہند کو اختیارات دینے شروع کیے ہیں۔ اور

سائمن کمیشن

اسی غرض کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ کہ دیکھا جائے مزید اختیارات کس حد تک دئے جاسکتے ہیں۔ ادھر ہندوستان میں اس حد تک بیداری۔ تعلیم۔ آزادی کا احساس پیدا ہوچکا ہے۔ اور دوسرے ملک اس طرح آزاد ہو رہے ہیں۔ کہ اب ہندوستانی خاموش بیٹھ نہیں سکتے۔ اور یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ دنیا کی آبادی کا ⅕ حصّہ غیر محدود اور غیر معیّن عرصہ تک

ایک غیر ملکی حکومت کی اطاعت

گوارا کرسکے۔ اگر یہ مطالبہ پُورا نہ کیا گیا۔ تو آج نہیں۔ تو کل۔ اور کل نہیں۔ تو پرسوں ملک عقلمندی اور مصلحت اور دُور اندیشی کے تمام قوانین کو توڑنے کے لئے کھڑا ہو جائے گا۔ اور خواہ اسے خودکشی کہا جائے۔ خواہ اس کا نام تباہی اور بربادی رکھا جائے۔ خواہ اسے ہلاکت اور خونریزی قرار دیا جائے۔ ملک اس کے لئے آمادہ ہو جائے گا۔ اسے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا۔ کہ جو طریق اختیار کیا گیا ہے۔ وہ

خودکشی اَور ہلاکت

ہے۔ مگر انسانی طبائع میں ایک وقت ایسی رَو بھی چل جاتی ہے۔ کہ وُہ خودکشی کو ہی بہتر خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اسی کو اپنے لئے مفید سمجھ لیتے ہیں۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کئی ایک انسان جو موت کو پسند نہیں کرتے اور جان کو بہت عزیز سمجھتے ہیں۔ ان پر بھی بعض اوقات ایسے آجاتے ہیں جبکہ زہر کھا کر یا کسی اور ذریعہ سے مر جانا پسند کرتے ہیں۔ اور جس طرح افراد پر ایسی حالت آتی ہے

جان دینے کی مصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار

ہو جاتے ہیں۔ اور چاہے انہیں بتایا جائے۔ کہ اگر یہ چیز کھاؤ گے۔ تو مر جاؤ گے۔ پھر بھی وہ کہتے ہیں۔ ہم یہ چیز ضرور کھائینگے۔ کیونکہ ہم زندہ رہنا پسند نہیں کرتے۔ اور ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسی طرح قوموں پر بھی ایسے اوقات آتے ہیں۔ جب وہ خودکشی کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ اور اپنی ہلاکت کو سامنے دیکھتی ہوئی اس میں کود پڑتی ہیں۔

غرض دنیا میں

آزادی اور حریت کا مادہ

اس قدر گہری جگہ حاصل کر چکا ہے۔ اور ہندوستان اس سے اس درجہ متاثر ہو چکا ہے۔ کہ اب یہ زیادہ عرصہ تک بغیر سمجھوتہ کے ذریعہ قائم شدہ حکومت کے

انگلستان کے ماتحت

رہتا نظر نہیں آتا۔ اور جس وقت یہ مادہ پھوٹیگا۔ اس وقت اس کا نام خودکشی رکھا جائے۔ یا جنون۔ اسے جہالت کہیں۔ یا نادانی تباہی کہیں۔ یا خودکشی۔ ہندوستان کا بہت بڑا طبقہ آج نہیں تو کل۔ کل نہیں تو پرسوں۔ اس خودکشی کے لئے تیار ہو جائیگا۔ اور اس لئے تیار ہو جائیگا۔ کہ غیر اقوام کے ماتحت کوئی قوم ہمیشہ کے لئے نہیں رہ سکتی۔

ان حالات میں ایک طرف تو ہم

کانگریس کی نیت پر حملہ

کرنے اور اس کے مقصد کو بُرا کہنے کے لئے تیار نہیں اور دوسری طرف

انگریزوں کا حکومت کا حق

جو چلا آتا ہے۔ اس کا انکار کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بے شک یہ کہہ لو۔ کہ انگریز تلوار لیکر نکلے۔ اور اس طرح انہوں نے ہندوستان میں حکومت قائم کی۔ لیکن مسلمانوں نے بھی تو طاقت کے ذریعہ ہی ہندوستان پر حکومت حاصل کی تھی۔ اور ان سے پہلے آریوں نے بھی تو تلوار ہی کے ذریعہ سے حکومت حاصل کی تھی۔ پس جس قانون کے ماتحت مسلمانوں نے حکومت قائم کی۔ آریوں نے قائم کی۔ بدھوں نے قائم کی۔ فرانس اور جاپان کی حکومتیں قائم ہیں۔ اسی قانون کے ماتحت انگریزوں کی حکومت بھی قائم ہے۔ اور جب ان حکومتوں کو جائز قرار دیا جاتا ہے۔ اور برد ٹے قانون قائم شدہ سمجھا جاتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ

انگریزوں کی حکومت

کو ناجائز قرار دیا جائے۔ مگر جس طرح یہ صحیح ہے۔ کہ جب کوئی قوم کسی ملک پر قابض ہو جائے۔ تو اس کی حکومت جائز اور درست سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کے خلاف فساد اور بغاوت کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح یہ بھی صحیح ہے۔ کہ انسانی فطرت ایسی ہے۔ جو لمبے عرصہ تک دوسرے کی حکومت برداشت نہیں کر سکتی۔ اس کے اس فعل کو اچھا کہا جائے

یا بُرا۔ اسے عقلمندی سمجھا جائے۔ یا جنون۔ وہ تیار ہو جاتی ہے۔ کہ یا تو آزادی حاصل کرے۔ یا پھر مر جائے۔

ان دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی

درمیانہ رستہ

نکالنا بہت مشکل امر ہے۔ کیونکہ اگر ایک طرف دنیا کا دستور عقل اور شریعت بتاتی ہے۔ کہ قائم شدہ حکومت کے خلاف منصوبے کرنا اس سے لڑنا اور بغاوت کرنا ناجائز ہے۔ تو دوسری طرف حب الوطنی کے جذبات۔ ملک کی علمی اور اقتصادی ضروریات۔ انسانی غیرت اور حمیت کا احساس مجبور کر رہا ہے۔ کہ ملک کو آزاد کرایا جائے۔ اور جو اس مقصد کو سامنے رکھکر کام کر رہے ہیں۔ ان کی قدر کی جائے انہیں برا نہ کہا جائے۔ ان دونو باتوں کے درمیان رستہ تلاش کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے پلصراط تیار کرنا۔ اگرچہ یہ

بہت مشکل کام

ہے۔ لیکن صحیح راستہ یہی ہے۔ اور یہی خدا کے منشاء کے ماتحت ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اس وقت یہ صحیح راستہ اختیار نہیں کیا جا رہا۔ ایک طرف کانگریس کے لوگ ایک صحیح مقصد کے لئے ایسی کارروائیوں پر اتر آئے ہیں۔ جو نہ آج مفید ہو سکتی ہیں۔ نہ کل۔ آزادی اچھی چیز ہے۔ مگر وہ آزادی حاصل کرنے کا طریق جو ہمیشہ کے لئے غلام بنا دے کبھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ کانگریس والے آزادی حاصل کرنے کے لئے ایسا ہی طریق اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جو ہندوستان کو

ہمیشہ کے لئے غلام

بنا دیگا۔ اور وہ طریق قانون شکنی ہے۔ کانگریس نے یہ اصول قرار دے لیا ہے۔ کہ جو بات وہ کہے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ اسے مان لے۔ لیکن اگر نہ مانے۔ تو اس کے قوانین توڑے جائیں۔ یہی طریق اگر کل بھی اختیار کیا جائیگا۔ تو کیا نتیجہ نکلے گا۔ فرض کر لو۔ انگریز ہندوستان سے چلے جاتے ہیں۔ اور ہندوستان میں ہندوستانی حاکم ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اسی طریق پر عمل کیا جائے۔ یعنی جس بات کا مطالبہ کوئی قوم کرے۔ وہ حکومت منظور کرے۔ ورنہ اس کے قوانین توڑ دیئے جائیں۔ تو پھر کیا ہوگا۔ دنیا میں کوئی بات ایسی نہیں ہو سکتی۔ جس پر

سارے کے سارے لوگ

متفق ہو جائیں۔ حتیٰ کہ خدا تعالےٰ کی ہستی کے متعلق بھی تمام لوگ متفق نظر نہیں آتے۔ نبیوں کے متعلق بھی اختلاف کیا جاتا ہے۔ غرض کہ کوئی [illegible] نہیں۔ حتیٰ کہ انسان کا اپنا جسم بھی ایسا نہیں۔ جس کے متعلق سب کے سب ایک بات پر متفق ہوں۔ اور جب انسان اپنے جسم کے متعلق بھی شبہات رکھتے ہیں۔ تو اور کیا چیز ہوگی۔ جس پر سب کے سب متفق ہونگے۔ پس خواہ کوئی حکومت ہو۔ اس سے اختلاف رکھنے والے موجود ہونگے۔ اور اگر اختلاف کی وجہ سے قانون شکنی درست ہو سکتی ہے۔ تو پھر امن کہاں رہ سکتا ہے۔ آج اگر

کانگریس والے حکومت کے

خلاف قانون شکنی

جائز قرار دیتے اور اس کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تو انہیں اس بات کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔ کہ کل جب ان کی حکومت قائم ہوگی۔ تو اس کے قوانین بھی توڑے جائینگے۔ اور کانگریسیوں نے جو طریق اختیار کر رکھا ہے۔ یہ اگر کامیاب ہو جائیگا۔ تو ہمیشہ کے لئے امن برباد ہو جائیگا

پس

کانگریس کا موجودہ رویّہ

عقل کے بالکل خلاف ہے۔ پھر ان کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ نرمی اور محبت سے کر رہے ہیں۔ سختی اور تشدد کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ مگر یہ بھی غلط ہے۔ جس چیز کا نام گاندھی جی عدم تشدد رکھتے ہیں۔ دراصل وہ تشدد ہے۔ اور

خطرناک تشدد

ہے۔ مثلاً یہی کہ وہ غیر ملکی کپڑے کی دوکانوں پر پہرہ لگا رہے ہیں۔ تاکہ خریدنے والوں کو اس کپڑے کے خریدنے سے روکیں۔ ان کے آگے بیٹھ جائیں۔ اگر اس طرح بھی باز نہ آئیں۔ تو لیٹ جائیں۔ اس سے زیادہ تشدد اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اس طرح دوسروں کو

تشدد کے لئے مجبور

کرتے ہیں۔ یہی عدم تشدد اگر گھروں میں شروع ہو جائے۔ تو اندازہ لگاؤ۔ کیا حالت ہو۔ بچہ کو مدرسہ جانے کے لئے کہا جائے۔ مگر وہ کھانا کھانا چھوڑ دے۔ یا بیوی سے خاوند کوئی کام کہے۔ اور وہ گھر کا کام کرنا چھوڑ دے۔ اس پر خواہ مخواہ تشدد کرنا پڑیگا۔ دراصل اس قسم کی حرکات کو عدم تشدد کہنا دھوکہ ہے۔ اور وہ یا تو خود بیوقوف ہے۔ جو اس کا نام تشدد نہیں رکھتا۔ یا پھر دوسروں کو بیوقوف سمجھتا ہے۔ یہ

بہت خطرناک فریب

ہے۔ جو لوگوں کو دیا جا رہا ہے۔ کہ حقیقت میں جو تشدد ہے۔ اس کا نام عدم تشدد رکھا جاتا ہے۔ یہ ایسا ہی عدم تشدد ہے۔ جیسے کوئی کسی کے چھپ چھپکر چٹکیاں لے۔ اور وہ جب اس کا مقابلہ کرے۔ تو چٹکیاں لینے والا شور مچا دے۔ کہ میرے عدم تشدد کے مقابلہ میں تشدد اختیار کیا جاتا ہے۔ یا ایسا ہی عدم تشدد ہے۔ جیسا کہ

ایک راجہ کے متعلق

مشہور ہے۔ کہ اس کے درباری اسے ریاست سے علیحدہ کرانا چاہتے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے بار بار حکومت سے رپورٹیں کیں۔ کہ راجہ پاگل ہو گیا ہے۔ اور اس کثرت سے رپورٹیں بھیجیں۔ کہ آخر حکومت کو راجہ کے دیکھنے کے لئے ڈاکٹر اور ایک اعلیٰ افسر بھیجنے پڑے۔ جب وہ آئے۔ تو درباریوں نے پہلے سے ہی سازش کر لی۔ اور اس وقت جبکہ وہ دربار میں آنے والے تھے۔ راجہ کو چوری کرنے والے ایک نوکر نے جھک کر اس کے کان میں اسے ماں بہن کی گالیاں دیں۔ اس کی اس

حرکت پر راجہ کو سخت طیش آیا۔ اور آنا بھی چاہئے تھا۔ اور وہ اسے مارنے لگ گیا۔ عین اس وقت جب وہ بے تحاشا مار رہا تھا۔ ڈاکٹر اور کمشنر دربار میں داخل ہوئے۔ اور راجہ کی مخالف پارٹی نے یک زبان ہو کر کہا۔ حضور ہم سے روز ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس پر راجہ کے خلاف رپورٹ کر دی گئی۔ کہ وہ پاگل ہے۔ اب اگر کہا جائے۔ کہ راجہ کے ساتھ تہ چوری کرنے والے نے جو کچھ کیا۔ وہ عدم تشدد تھا۔ تو یہ غلط ہوگا۔ گالی دینا عدم تشدد نہ تھا۔ بلکہ تشدد تھا۔ ایسے حالات پیدا کر دینا کہ دوسرا تشدد کے لئے مجبور ہو جائے۔ عدم تشدد نہیں کہلا سکتا۔ اور اسے عدم تشدد کہنا غلطی ہے۔

آج کل کہا جا رہا ہے۔ کہ گورنمنٹ تشدد کر رہی ہے۔ لیکن بیشتر اور پیشتر طور پر

کانگریس کی طرف سے تشدد

ہو رہا ہے۔ جہاں حکومت کے قانون کو اس لئے توڑا جائے۔ کہ اس کے کام میں روکیں ڈالی جائیں۔ یہ تشدد ہے۔ ہاں یہ تشدد نہ ہوتا۔ اگر گورنمنٹ کی ملازمتیں نہ کی جاتیں۔ اس کے کاموں میں مدد نہ دی جاتی۔ اس سے تعاون نہ کیا جاتا۔ مگر یہ کہ لوگوں کو ایک جائز کام سے روکنے کے لئے راستوں پر پہرے لگا دینا۔ یا قانون نمک کو توڑنا۔ یا سرکاری نمک کے گوداموں پر حملہ کرنا۔ یہ کہاں کا عدم تشدد ہے۔ اگر کوئی شخص

گاندھی جی کے آشرم میں

گھس کر ان کا اسباب اُٹھائے۔ تو کیا یہ عدم تشدد ہوگا۔ آشرم والے تو ڈنڈے سوٹے لے کر مارنے لگ جائینگے۔ اسی طرح جو چال کانگریس والے چل رہے ہیں۔ کیا اسی کے مطابق کوئی ان کے جلسہ میں جا کر میز کرسی اٹھائے۔ تو وہ اس کا نام عدم تشدد رکھیں گے

یہ تو الگ رہا۔ اسی سال

ایک احمدی غلطی سے کانگریس کے پنڈال میں

داخل ہو گیا تھا۔ تو اس سے اس کے روپے چھین کر نکال دیا گیا تھا۔ پس یہ انصاف نہیں۔ کہ جو طریق اپنے لئے پسند نہ کیا جائے۔ وہ دوسرے کے متعلق استعمال کیا جائے۔ اور انسان کو

دشمنی اور عداوت میں بھی

انصاف کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔ مگر کانگریس کا موجودہ رویہ اس کے خلاف ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ

گورنمنٹ غلطی سے بری

ہے۔ اس کا رویہ بھی اتنا اچھا نہیں۔ جتنا ہونا چاہئے تھا۔ اسے سمجھنا چاہئے تھا۔ کہ وہ باہر سے آئے ہوئے لوگ ہیں۔ یہاں کے تئیں اس لئے ملک میں یہ خیال پیدا ہونا لازمی ہے۔ کہ ملکی معاملات کے حل کرنے میں ہماری رائے بھی سنی جائے۔ مگر اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔

انگلستان میں اگر کوئی فساد ہو

تو اس کے انسداد کے لئے حکومت لوگوں سے مشورے کرتی اور ان کی کمیٹیاں بناتی ہے۔ اور پھر طریق عمل تجویز کرتی ہے۔ حالانکہ ملک ان کا اپنا ہوتا ہے۔ حکومت ان کی اپنی ہوتی ہے۔ مگر یہاں باہر کے آئے ہوئے غیروں پر حکومت کرنے والے اتنے فسادات کی موجودگی میں ملک سے پوچھتے تک نہیں۔ کہ کیا کیا جائے۔ اس سے لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔ کہ جب

ہم سے پوچھا ہی نہیں جاتا۔

تو ہم ان باتوں میں کیوں دخل دیں۔ اگر ان حالات میں گورنمنٹ کو کوئی مشورہ دے۔ اور حکومت اس سے منہ موڑ لے۔ تو اسے کیا ضرورت ہے۔ کہ کچھ کہے۔ اس وجہ سے وہ طبقہ جو کانگریس کے موجودہ طریق عمل کو ناجائز سمجھتا ہے۔ وہ بھی دخل نہیں دیتا۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ جب گورنمنٹ کو ہماری پرواہ نہیں۔ تو ہمیں مشورہ دینے کی بھی ضرورت نہیں۔ انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ اٹلی وغیرہ ممالک میں کبھی اس قدر فساد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب کوئی شورش اٹھتی ہے تو سب پارٹیوں کو جمع کر کے ان سے شورش کے دبانے کا کام لیا جاتا ہے۔

جنگ کے دنوں میں

ہی باوجود ملکی اور نمائندہ حکومت ہونے کے پھر بھی اقلیتوں کو کام کرنے کے لئے بلایا گیا۔ اور ان کے مشورہ سے کام کیا جاتا تھا۔ انہیں کام میں حصہ دیا جاتا تھا۔ بعض وزراء محض اس لئے مستعفی ہو گئے۔ کہ اقلیتوں کو وزارت میں حصہ مل سکے۔ جب اپنی اور نمائندہ حکومت میں یہ حالت ہوتی ہے۔ تو

ایک بیرونی حکومت

جو چھ ہزار میل دور سے آکر ایک غیر ملک پر حکومت کر رہی ہے۔ اس سے جب جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کے لئے زیادہ ضروری ہے۔ کہ ملک کے لوگوں کو بلائے اور ان کے سامنے یہ سوال رکھے۔ کہ ایک طرف تو قانون شکنی کو روکنا ضروری ہے۔ اور دوسری طرف لوگوں کے احساسات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اب تم بتاؤ۔ کہ کیا طریق اختیار کیا جائے۔ جس سے دونوں مقصد حاصل ہو جائیں۔ اس طرح ملک کا ایک بڑا حصہ بدامنی کو دور کرنے کے لئے

گورنمنٹ کے ساتھ

ہو جاتا۔ اور وہ لوگ سمجھتے۔ کہ وہ اپنا کام کر رہے ہیں۔

پس

گورنمنٹ کا رویہ

بھی قابل اعتراض ہے۔ کہ وہ لوگ جو اس سے تعاون کرنے کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتے۔ لوگوں کی ہنسی تمسخر کا نشانہ بنتے۔ کئی قسم کے نام رکھاتے ہیں۔ انہیں ایسا نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ کہ گویا وہ موجود ہی نہیں۔

پھر یہ بھی کہنا پڑتا ہے۔ کہ جو سزائیں

نمک کے قانون کو توڑنے پر

دی جا رہی ہیں۔ وہ سخت ہیں۔ معمولی دو دو تین تین دن قید کر دینا کافی ہوتا۔ اول تو جرمانہ کرنا ہی کافی ہوتا۔ بلکہ میں تو شروع میں اس رائے کا تھا۔ کہ ایسے لوگ جو نمک بنائیں۔ وہ ان سے چھین لیا جائے۔ بلکہ اگر گورنمنٹ صحیح طور پر

مذاق سے کام

لیتی۔ اور مذاق بھی بعض اوقات بڑا کام کر جاتا ہے۔ تو بہت جلد اس تحریک کا خاتمہ ہو جاتا۔ گورنمنٹ اعلان کر دیتی۔ کہ چونکہ گاندھی جی اور ان کے ساتھی نمک بنانے لگ گئے ہیں۔ اس لئے نمک بنانے والے کچھ ملازم موقوف کر دیئے جائینگے۔ اور اس طرح نمک بنانے والے محکموں میں تخفیف کر دی جائیگی۔ پھر نمک بنانے والوں کا بنایا ہوا نمک لیکر نیلام کرتے جاتے۔ اس طرح

گاندھی جی کا نمک

کانگریس نہ نیلام کرتی۔ بلکہ خود گورنمنٹ کرتی۔ اور جو لوگ نمک نہ دیتے ان کے گرد پہرہ مقرر کر دیا جاتا۔ نہ انہیں کھانے پینے کے لئے نکلنے دیا جاتا۔ نہ پیشاب پاخانہ کے لئے۔ اس طرح وہ بہت جلد نمک حوالے کر دیتے۔ پس اگر اس تحریک کو جو واقعی ہنسی کے قابل تھی۔

ہنسی مذاق میں

اڑا دیا جاتا۔ تو تھوڑے عرصہ میں یہ خود بخود ختم ہو جاتی۔ اور جب اس طرح ہوتا۔ تو ملک سے گاندھی جی کا اثر مٹ جاتا۔ اور لوگ سمجھ لیتے۔ کہ یہ محض مضحکہ تھا۔ اب جب گورنمنٹ نمک بنانے والوں کو قید کر رہی ہے۔ تو قید ہونے کو بڑی قربانی قرار دیا جا رہا ہے۔ اور اس سے دوسرے لوگوں میں بھی جوش پیدا ہو رہا ہے۔ لیکن اگر اس طرح کیا جاتا۔ کہ جتنا نمک بنایا جاتا۔ وہ پولیس چھین لیتی اور نمک بنانے والے خالی ہاتھ گھروں کو لوٹ جاتے۔ تو چند دن میں ہی سارا جوش ٹھنڈا ہو جاتا۔

اس میں شبہ نہیں۔ صرف سرکاری افسروں سے یہ کام نہیں ہو سکتا تھا۔ اور

اگر گورنمنٹ مشورہ کرتی

تو ملک کا ایک بڑا حصہ نمک چھیننے میں اس کا مددگار بن جاتا۔ یا لوگوں میں تقریریں کر کے سمجھانے کیلئے تیار ہو جاتا۔ اور اس طرح یہ تحریک بہت جلد مٹ جاتی۔ مگر اس طرف توجہ نہ کی گئی۔

حال میں

پشاور کے حادثہ کے موقعہ پر

پولیس اور فوجوں کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ انہوں نے عوام پر تشدد کرنے میں لیت و لعل سے کام لیا۔ اور خود گورنمنٹ نے شایع کیا ہے۔ کہ کچھ لوگوں میں بے اطمینانی پائی گئی۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ نمک بنانے یا شہر میں پھرنے کی وجہ سے تشدد کرنا انہوں نے جائز نہ سمجھا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ بعض اوقات

حکومت کا رعب

قائم کرنے کے لئے عدم تشدد کے جواب میں بھی تشدد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر اسے عام لوگ نہیں سمجھ سکتے حالانکہ گورنمنٹ چلتی ہی رعب سے ہے۔ اور

گاندھی جی اور ان کے چیلے

یہی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کا رعب مٹا دیا جائے۔ تو رعب کا قائم کرنا حکومت کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ مگر یہ عام لوگوں کو سمجھانا مشکل ہے۔ ایسی باتیں سمجھانے والے ملک کے لوگ ہونے چاہئیں۔ اب ایک عام مجمع کا جو شہر میں جتھا بنا کر پھر رہا تھا۔ مقابلہ کرنے سے جو ایک حصہ فوج نے انکار کیا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ اگر یہ بات پھیل جائے۔ تو کیسی خطرناک حالت ہو جائے۔ مگر انہی لوگوں کو سمجھانے والے اگر ان کے ہم وطن ہوتے۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ان پر اثر نہ ہوتا۔

غرض ایک طرف اگر کانگریس غلط طریق اختیار کئے ہوئے ہے۔ تو دوسری طرف گورنمنٹ بھی غلطی کر رہی ہے۔ اور

مسلمانوں کے لئے بہت مشکل

پیدا ہو گئی ہے۔ مسلمان قانون شکنی نہ کریں۔ اور نمک سازی بھی نہ کریں۔ مگر یہ بھی تو نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ ملک کی حریت اور آزادی کے لئے کچھ نہ کریں۔ لیکن اگر وہ اس کے لئے آواز اٹھاتے ہیں۔ تو کانگریس کے حامی اور مددگار سمجھے جاتے ہیں۔ اور اگر خوش رہتے ہیں۔ تو ملک کے دشمن قرار پاتے ہیں۔ ان کی حالت بعینہ اس کی مصداق ہے۔

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

اگر بولتے ہیں۔ تو کانگریس کے حامی کہلاتے ہیں۔ اور اگر نہیں بولتے۔ تو حکومت کے حامی سمجھے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی اس مشکل کا ازالہ بھی

گورنمنٹ کے ہاتھ میں

ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ گورنمنٹ نے اس کے متعلق کچھ نہیں کیا۔ اس وقت چاہئے تھا۔ کہ گورنمنٹ مسلمانوں کو یقین دلاتی۔ کہ ہم تمہارے جائز حقوق تمہیں دینے کیلئے تیار ہیں۔ یا کم از کم اس بات کا اقرار کرتی کہ کانگریس سے مسلمانوں کا علیحدہ رہنا اس لئے نہیں۔ کہ وہ نکمے ہیں۔ اور کچھ کر نہیں سکتے۔ بلکہ اس لئے ہے۔ کہ وہ قانون کا احترام کرتے ہیں۔ اور قانون کے اندر رہ کر ملک کی ترقی کیلئے کوشاں ہیں۔ اگر حکومت اس بات کا اعتراف کرتی۔ تو مسلمان یقیناً عملی طور پر اس کی مدد کیلئے تیار ہو جاتے۔ اور گورنمنٹ کو کام کرنے والے لوگ مل جاتے۔

بے شک

ایک حصہ مسلمانوں کا

ایسا ہے۔ جو کانگریس کے ساتھ ہے۔ مگر یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ کانگریس نے اپنے فیصلہ میں مسلمانوں کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ اور ان کے حقوق کی کوئی پرواہ نہیں کی ایسی حالت میں

کانگریس کا ساتھ دینا

مسلمانوں کے حقوق کو تباہ کرنا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں۔ کانگریس نے کہدیا ہے۔ کہ حکومت حاصل ہو جانے پر اقلیتوں کو راضی کیا جائیگا۔ اور کوئی فیصلہ اقلیتوں کی منشا کے خلاف نہ کیا جائیگا۔ اس کے متعلق اول تو یہ سوال ہے۔ کہ جب حکومت کانگریس کے ہاتھ میں آ جائیگی۔ اس وقت ان لوگوں کا کیا اعتبار ہے۔ کہ اس وعدہ پر قائم رہینگے۔ دوم یہی الفاظ جو اس وقت مسلمانوں کی تسلی کیلئے پیش کئے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ اور ان کے اور معنی بھی ہندو کر سکتے ہیں۔ اب یہی کہا گیا ہے۔ کہ

اقلیتوں کی رضامندی

کے بغیر حکومت کے اختیارات دینے کا فیصلہ نہ کیا جائیگا۔

پنجاب میں

اقلیت ہندوؤں اور سکھوں کی ہے۔ یہاں کے متعلق کہدیا جائیگا۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں کو راضی کر لیا جائے۔ تب اختیارات دیئے جائینگے اور ہندو اور سکھ یہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ انہیں باوجود اقلیت میں ہونیکے مسلمانوں سے جو اکثریت میں ہیں۔ زیادہ حقوق دیئے جائیں۔

اسی طرح

صوبہ سرحد اور بنگال میں

ہندو اقلیت میں ہیں۔ ان کو اس وقت تک کچھ نہ دیا جائیگا جب تک ہندو رضامند نہ ہو جائیں۔ اور ہندو اسی طرح راضی ہونگے۔ کہ مسلمانوں سے زیادہ ان کو حقوق دیئے جائیں۔ یہی حال سندھ کا ہے۔ اسے بھی اسی اصول سے آزادی نہ دیجائیگی۔ اس وقت دنیا کانگریس کو حق بجانب قرار دیگی۔ اور مسلمانوں پر ہنسیگی۔ کہ انہیں کانگریس بیوقوف بنانے میں کامیاب ہو گئی۔ غرض انہی الفاظ کے رو سے اگر ہندو پنجاب بنگال۔ صوبہ سرحدی اور سندھ کو کچھ نہ دیں۔ تو یہ کانگریس کے الفاظ کے لحاظ سے انکے لئے جائز ہوگا۔ کیونکہ وہ کہینگے۔ یہی فیصلہ ہوا تھا کہ اقلیتوں کی رضامندی کے بغیر کچھ نہ دیا جائیگا۔ ان صوبوں میں اقلیتیں چونکہ مسلمانوں کو انکی اکثریت کے لحاظ سے حقوق دینے پر تیار نہیں۔ اس لئے نہیں دیئے جاتے۔ اس کے مقابلہ میں جن صوبوں میں

مسلمانوں کی اقلیت

ہے۔ وہاں مسلمان جتنا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اسے پورا کر دیا جائے۔ تو بھی وہ اقلیت میں ہی رہینگے۔ اور حکومت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہوگی مثلاً

یو۔ پی میں

مسلمان ۳۰ فیصدی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اسے منظور کر لینے پر بھی حکومت اسی قوم کی ہوگی جس کے ہاتھ میں ۷۰ فیصدی حقوق ہونگے۔ پنجاب میں اقلیت کہتی ہے۔ کہ مسلمانوں سے زیادہ اسے حقوق دیئے جائیں۔ مگر یو۔ پی۔ میں اقلیت کا یہ مطالبہ ہے۔ کہ ۱۵ کی بجائے ۳۰ فیصدی حقوق دیئے جائیں۔ ہندو کہیں گے۔ چلو ہم یو۔ پی میں مسلمانوں کو ۳۰ فیصدی حقوق دیتے ہیں۔ پنجاب میں مسلمان اقلیتوں کا مطالبہ مان لیں۔ اب غور کرو۔ پنجاب اور یو۔ پی میں مسلمانوں کو کیا ملا۔

مدراس میں

مسلمان چھ فیصدی کی بجائے پندرہ فیصدی مانگتے ہیں۔ ہندو کہیں گے۔ اچھا ۱۵ فیصدی ہی لے لو۔ مگر پنجاب میں جب تک مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کو راضی نہ کر لیں کچھ نہیں دیا جا سکتا۔ اسی طرح بنگال کو کچھ نہ دیا جائیگا اور کہدیا جائیگا۔ کہ وہاں کے ہندو جو اقلیت میں ہیں۔ وہ راضی نہیں۔

غرض یہ فیصلہ مسلمانوں کیلئے مفید نہیں۔ بلکہ دھوکہ ہے۔ اور جو لوگ اس پر خوش ہو رہے ہیں۔ وہ

اپنی نادانی کا ثبوت پیش

کر رہے ہیں۔ ذرا غور تو کریں۔ کونسے طریق سے مسلمان ثابت کر سکینگے کہ سندھ۔ صوبہ سرحدی۔ پنجاب اور بنگال میں ہندو اقلیت میں نہیں۔ اور پھر وہ کونسا طریق اختیار کرینگے جس سے ہندوؤں کو راضی کر لینگے۔ اس فیصلہ کے تو یہ معنی ہیں۔ کہ پنجاب۔ بنگال۔ سندھ۔ صوبہ سرحدی میں جب تک ہندو راضی نہ ہونگے۔ کوئی اختیارات نہ دیئے جائینگے۔ یہ صورت تو پہلے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

مسلمانوں کے لئے بہترین صورت

یہی ہے۔ کہ وہ قانون شکنی کا مقابلہ کریں۔ اور ادھر گورنمنٹ سے اپنے مطالبات پورے کرانے پر قانون کے اندر رہ کر زور دیں۔ اور ثابت کر دیں۔ کہ ہم ایسے ہی ملک کی آزادی کے خواہاں ہیں جیسے ہندو۔ اور اس بات کو جاری رکھیں جب تک اپنے حقوق حاصل نہ کر لیں۔

میں اس وقت

اپنی جماعت سے

یہی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ

قانون شکنی کا مقابلہ کیا جائے

ہر شہر۔ ہر گاؤں اور ہر قصبہ کی جماعت اعلان کرائے۔ کہ وہ قانون کا احترام قائم کرنیکے لئے گورنمنٹ کے ساتھ پورا پورا تعاون کریگی۔ کیونکہ قانون توڑنے سے شریعت بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ اور ملک کا امن بھی برباد ہو جاتا ہے

پس میں

اپنی جماعت کے لئے اعلان

کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی سابقہ روایت کو قائم رکھے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے وقت سے چلی آتی ہے۔ اور اس سے پیاری روایت ہمارے لئے اور کونسی ہو سکتی ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عمل کیا۔ پس چاہئے۔ کہ ہر جگہ اور ہر علاقہ کی جماعتیں قانون شکنی کا مقابلہ کریں۔ اور اس طرح گورنمنٹ کو امن قائم کرنے میں مدد دیں۔ مگر ساتھ ہی صاف طور پر لکھ کر کہدیں۔ کہ ہم یہ نہیں چاہتے۔ کہ ہمارا ملک غلام رہے۔ ہم اپنے اور مسلمانوں کے حقوق کا مطالبہ کرتے رہینگے۔ اور انہیں حاصل کرینگے۔ گورنمنٹ اعلان کر چکی ہے۔ کہ اہل ہند کو آزادی دیجائیگی۔ ہم اس وعدہ کے پورا کرنیکا اس سے مطالبہ کرتے ہیں پس جماعت کو ایک طرف تو مسلمانوں کے حقوق کی خصوصاً اور ملک کے حقوق کی عموماً تائید کرنی چاہئے۔ اور دوسری طرف قانون شکنی کرنیوالوں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ایسے لوگ ملک کے خیر خواہ نہیں۔ بلکہ دشمن ہیں۔ ان کا مقابلہ

ضروری ہے۔ تاکہ وہ رو درج کچلی جائے۔ جو ملک کی آزادی کو کچلنے والی ہے میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت جو ایک طرف تو مشکل اور نازک اوقات میں ملک اور قوم کی خدمت کر کے خراج تحسین حاصل کرتی رہی ہے۔ اور اس کے طریق عمل کو صحیح اور درست قرار دیا جاتا رہا ہے۔ اور دوسری طرف عدل و انصاف اور ملک کی بھلائی کیلئے گورنمنٹ سے تعاون کر کے اس سے اپنے تعلقات اچھے رکھتی رہی ہے۔ اس نازک موقعہ پر جس سے زیادہ نازک وقت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
والسلام علیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

فہرست جماعتہائے احمدیہ و والنٹیرس جو بجٹ فارم کی خانہ پری کرینگے

جن احباب کے نام ذیل میں درج ہیں۔ وہ ان جماعتوں میں جا کر بجٹ فارموں کی خانہ پری کرینگے۔ جن جماعتوں کے نام ان کے ناموں کے سامنے درج ہیں۔ جن جماعتوں کے لئے اب تک والنٹیرس مقرر نہیں ہوئے۔ ان کے لئے احباب اپنے نام جلد پیش فرما دیں۔ جو بجٹ بیت المال سے مقرر ہوا ہے۔ وہ بھی جماعت اور والنٹیر کے نام کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ تاکہ تشخیص کنندہ اصحاب اس رقم سے کم نہ ہونے دیں۔

نام جماعت	رقم بجٹ جو مقرر کی جا چکی ہے	نام والنٹیر جو تشخیص کرے گا
حلقہ گورداسپور		
قادیان لوکل جماعت	۶۵۰۰	ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب قادیان
نواں پنڈ		〃
ٹرکھانا نوالی		〃
بٹالہ	۳۰۰	محمد حسین صاحب دفتر قانونگو بٹالہ
ڈلہ	۵۰	محمد علی صاحب
مسانیاں		〃
وڈالہ بانگر	۷۰	مرزا اعظم بیگ صاحب کلانور
اٹھوال	۲۵۰	ڈاکٹر احمد الدین صاحب
دھرکوٹ رندھاوا	۷۵۰	محمد حسین صاحب دفتر قانونگو بٹالہ
ڈیرہ نانک	۱۳۰	محمد شفیع صاحب پٹواری دھرکوٹ رندھاوا
تلونڈی راماں	۵	〃
فیض اللہ چک	۱۸۰	بابو ضیاء الحق صاحب لاہور چھاؤنی
تخت غلام نبی	۲۰	〃
بہبل چک	۲۵	〃
بازید چک	۲۰	〃
ڈیریوالہ		〃
تلونڈی جھنگلاں	۲۰۰	میاں امام دین صاحب سیکھواں
ہرسیاں	۵۰	نبی احمد صاحب سیکرٹری رائے پور
دیال گڑھ	۵۰	〃
پھیروچیچی	۳۰۰	نعمت اللہ خاں صاحب
بگول	۷۰	محمد عبد اللہ صاحب پھیروچیچی
گھوڑیواہ		〃
شین بھٹی		〃
بیری	۵۰	نعمت اللہ خاں صاحب
سٹھیالی	۵۰	〃
کڑی افغاناں	۱۰	〃
اوجلہ	۲۷۵	چوہدری نذیر احمد صاحب طالب پور بھنگواں
غزنی پور	۴۰	〃
لین کرالی	۲۵	منشی عبد الحق صاحب اوجلہ
بیجے ہالی		〃

نام جماعت	رقم بجٹ جو مقرر کی جا چکی ہے	نام والنٹیر جو تشخیص کرے گا
پٹھانکوٹ	۲۰۰	مولوی چراغ دین صاحب
ماڑی بچیاں	۴۰	نعمت اللہ خاں صاحب
گورداسپور	۵۰۰	چوہدری نذیر احمد صاحب
کلو سوہل } گل منج }	۱۰	ماسٹر چراغ محمد صاحب
کلانور } لکھن کلاں }	۲۰۰	مرزا اعظم بیگ صاحب
چوہدری والہ	۳۰	نعمت اللہ صاحب
طالب پور بھنگواں	۴۰۰	مولوی چراغ دین صاحب
حلقہ سیالکوٹ		
سیالکوٹ	۳۶۰۰	ماسٹر خیر الدین صاحب امراؤتی
درگانوالی	۵۰	سید فتح علی شاہ صاحب راولپنڈی
کوٹلی ہرنرائن	۲۰۰	فضل احمد صاحب پسرور
ہیڈ مرالہ	۱۲۵	یوسف علی صاحب
بھڈیار	۵۰	سید نذیر حسین صاحب گھٹیالیاں
ادرا بھاگو بھٹی	۱۲۵	فضل احمد صاحب پسرور
بھکو بھٹی	۱۱۵	احمد دین صاحب مختار رائے پور ڈاکخانہ خانپور ضلع سیالکوٹ
سہلانکے		چوہدری محمد حسین صاحب سیالکوٹ
رائے پور	۳۲۵	〃
ڈسکہ	۵۰۰	میاں محمد عبد اللہ صاحب جنڈو ساہی
پسرور	۱۵۰	مولوی عبد اللہ صاحب کھیوہ
سنزاہ } عزیز پور }	۳۰۰	چوہدری عبد اللہ خاں صاحب قلعہ صوبہ سنگھ
داعیوالہ	۱۵۰	چوہدری عبد اللہ صاحب دانہ زیدکا
بن باجوہ	۲۰۰	مولوی عبد العزیز صاحب عزیز پور
دانہ زیدکا	۲۰۰	سید نذیر حسین صاحب
گھٹیالیاں	۱۲۰۰	چوہدری فضل الٰہی صاحب ملازم سیالکوٹ
عہدی پور	۰	〃
قلعہ صوبہ سنگھ	۲۵۰	محمد یعقوب خاں صاحب مدرس مدرسہ گھنوکے
مالو کے بھگت	۲۵۰	〃

نام جماعت	رقم بجٹ جو مقرر کی جا چکی ہے	نام والنٹیر جو تشخیص کرے گا
بدوملہی	۲۰۰	چوہدری عبد اللہ صاحب دانہ زیدکا
خانانوالی میانوالی	۵۰۰	چوہدری غلام محمد صاحب پوہلہ
نارووال	۲۰۰	عبد اللہ خاں صاحب سب رجسٹرار بہلولپور
کلاسوالہ } کھیوہ باجوہ }	۳۰۰	ماسٹر عبد العزیز صاحب پنشنر نوشہرہ 〃
ڈیریانوالہ	۱۵۰	مولوی عبد الحق صاحب بدوملہی
چانگریں	۳۰۰	چوہدری محمد حسین صاحب سیالکوٹ
چونڈہ	۲۵۰	〃
ٹھروہ	۱۵۰	〃
عینووالی	۲۰	〃
ظفروال	۶۵	چوہدری محمد حسین صاحب سیالکوٹ
داعیوالہ	۱۵۰	عبد الحق صاحب بدوملہی
چندر کے گولے	۲۸۰	چوہدری نصر اللہ صاحب ساکن کوٹ باجوہ
کالا خطائی		ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب
بھاگووال	۹۰	مولوی غلام رسول صاحب چانگریاں سیالکوٹ
منڈیکے بیریاں	۶۵	محمد علی صاحب احمدی پٹواری کوٹلی نار ڈاکخانہ قلعہ صوبہ سنگھ۔
چھپور	۱۵۰	عبد العزیز صاحب جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ ٹھروہ
کوٹ آغا } گھنوکے } سوداگر پور }	۷۵۰	چوہدری عبد اللہ خاں صاحب سیکرٹری قلعہ صوبہ سنگھ
دھرگ	۱۵۰	مولوی عبد العزیز صاحب عزیز پور
بھوڈی		چوہدری غلام محمد صاحب پوہلہ
موسیٰ والہ	۱۲۵	غلام نبی صاحب ساکن ڈسکہ
بمبانوالہ		〃
تلونڈی		چوہدری غلام محمد صاحب پوہلہ
حلقہ امرتسر		
امرتسر	۲۷۰۰	ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب موگا

نام جماعت	رقم بجٹ جو مقرر کی جا چکی ہے	نام والنٹیر جو تشخیص کرے گا
میڈیکل پوسٹس		مولوی صلاح الدین صاحب جامعہ احمدیہ قادیان
سکلانوالہ	۴۲	محمد عبد اللہ خان صاحب اختر وکیل اجنالہ
بھڈیار	۵۰	چوہدری غلام محمد صاحب
بھوئیوال	۴۰	〃
کھبہ	۲۵	〃
ٹرپئی	۶۰	〃
دوجووال	۴۰	محمد عبد اللہ خان صاحب اختر اجنالہ
بابا بکالہ	۲۰	چوہدری غلام محمد صاحب
رعیہ	۴۰	〃
اجنالہ	۲۲۵	قاضی عبد الحمید صاحب پلیڈر امرتسر
کٹیال		〃
حلقہ لاہور		
مزنگ	لاہور کی جماعت کا بجٹ چندہ عام ۱۰۰۰۰	میاں فضل کریم صاحب وکیل لاہور
نیلا گنبد		فضل احمد صاحب چھاؤنی لاہور
لوہاری منڈی		صوفی عبد الغفور صاحب مزنگ
موچی دروازہ		فضل احمد صاحب لاہور چھاؤنی
کوچہ چابک سواراں		〃
بھاٹی دروازہ		صوفی علی محمد صاحب مزنگ
گنج		فضل کریم صاحب وکیل لاہور
دہلی دروازہ		صوفی عبد الغفور صاحب مزنگ
لاہور چھاؤنی		حسن دین صاحب گنج
سول لائن		صوفی علی محمد صاحب مزنگ
باغبانپورہ		فضل کریم صاحب وکیل لاہور
پٹی	۱۷۵	میاں اکبر علی صاحب سب انسپکٹر بنکس پٹی
بانٹوہ	۱۵۰	حسن دین صاحب گنج
نواں پنڈ	۲۰۰	〃
حلقہ شیخوپورہ		
شیخوپورہ	۷۵۰	ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب
شاہدرہ	۲۰۰	〃
...م پورہ	۲۶۳	〃
...ب چھور ۱۱۷	۳۰۰	رحیم بخش صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ شیخوپورہ
...یدوالہ	۲۲۵	ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ننکانہ صاحب
...ک ۹ / ...ک ۱۱ / ...ک ۸	۳۰۰	چوہدری کرم الٰہی صاحب
...ینی	۸۰	ولایت شاہ صاحب

نام جماعت	رقم بجٹ جو مقرر کی جا چکی ہے	نام والنٹیر جو تشخیص کریگا
ننکانہ صاحب	۱۰۰	بابو محمد شفیع صاحب شیخوپورہ
شاہ مسکین	۱۸۲	شیر محمد صاحب سید والہ
چک ۹ / چک ۶/۵۸	شمالی ۹	〃 / 〃
حلقہ گجرانوالہ		
گجرانوالہ	۱۰۰۰	مرزا احمد بیگ صاحب
فیروزوالہ	۳۶۰	شیخ صاحب دین محمد صاحب ڈھینگرہ پوسٹل گجرانوالہ
دلووالی سوہادہ	۶۰	سید محمد شریف صاحب کلرک فیروزپور
بقاپور		〃
تلونڈی کھجوروالی	۱۰۰	شیخ بشیر احمد صاحب وکیل
وزیرآباد	۲۵۰	حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی
لویری والہ	۷۰	
قلعہ سندھیا		
ترگڑی	۲۰۰	منشی غلام حیدر صاحب تلونڈی راہوالی
گجھے جگ	۱۲۵	
اکال گڑھ	۷۰	شیخ محمد شریف صاحب گجرانوالہ
حافظ آباد	۱۲۰	قاضی فضل الٰہی صاحب
مانگٹ اونچے	۶۰۰	چوہدری سردار خاں صاحب سکنہ بھاکا
پیرکوٹ	۱۷۵	〃
پریم کوٹ	۲۰۰	چوہدری بشیر احمد صاحب
کولوتارڑ	۲۰	منشی فاضل حافظ آباد
پنڈی بھٹیاں	۲۰	منشی اللہ دتا صاحب ضلعدار کالیکی
منڈی سکھیکی	۷۵	
تلونڈی راہ والی	۱۲۰	شیخ بشیر احمد صاحب وکیل گجرانوالہ
کھیوے والی	۹۰	چوہدری عزیز اللہ صاحب وکیل وزیرآباد
مدرسہ	۱۵۰	منشی غلام حیدر صاحب تلونڈی راہ والی
جالب بھڑی تا رحمان	۱۵	منشی محمد شریف صاحب سکنہ وڈیرکی
پھلوکے	۸۰	میاں محمد حیات ہردو بھڑی
ایمن آباد	۱۱۰	شیخ غلام قادر صاحب تاجر اڈہ قلعہ دیدار سنگھ
حلقہ لائلپور		
لائلپور	۱۹۰۰	عطا محمد صاحب مزنگ
دھنی دیو	۳۵۰	عبد القادر خان صاحب

نام جماعت	رقم بجٹ جو مقرر کی جا چکی ہے	نام والنٹیر جو تشخیص کرے گا
گوجرہ منڈی	۳۰۰	قاضی محمد نذیر صاحب لائلپور
گوکھووال ۲۷۷	۴۰۰	ملک کرم الٰہی صاحب ڈپٹی کلکٹر نہر لائلپور
احمد آباد	۱۲۵	مولوی عبد الحق صاحب جڑانوالہ
گوکھووال ۱۲۱	۴۰۰	قاضی محمد نذیر صاحب لائلپور
جنڈانوالہ / چک ۱۹۵	۱۲۵	غلام نبی صاحب گوکھووال
کمال پور ۵		〃
شورکوٹ	۱۰	چوہدری محمد حسین صاحب
چنیوٹ	۳۰	ناصر علی صاحب تمیم جھنگ
بستی دریام	۱۰۰	چوہدری محمد حسین صاحب
لالیاں	۶۰	〃
حلقہ سرگودہا		
چک ۳۷ / چک ۴۷ جنوبی	۳۰۰	چوہدری علی بخش صاحب چک ۳۳ سرگودہا
چک ۷ جنوبی	۵۰۰	چوہدری مولا بخش صاحب چک ۳۵
چک ۹۸ شمالی	۴۰۰	منشی محمد عبد اللہ صاحب سرگودہا
چک ۹۹ شمالی	۴۵۰	منشی محمد عبد اللہ صاحب سرگودہا
سرگودھا	۹۰۰	ملک گل محمد صاحب مسلخوں خوشاب
بھیرہ	۵۰۰	ڈاکٹر منظور احمد صاحب سلانوالی
چک ۳۳ جنوبی	۲۰۰	چوہدری مولا بخش صاحب چک ۳۵ جنوبی
مڈھ رانجھا	۱۹۰	چوہدری محمد دین صاحب مقیم جماعت ادرحمہ
گھوگھیاٹ / میانی / بھلوال	۱۴۰	مستری محمد دین صاحب احمدی بھیرہ
کوٹ مومن / حویلی بہادر خاں / چک ۱	۱۰۰	چوہدری حاکم علی صاحب چک ۹ پنیار
چک ۴۶ جنوبی / چک ۸۸		بابو عبد الواحد صاحب سرگودہا
جھاوریاں		مستری محمد دین صاحب احمدی بھیرہ
حلقہ گجرات		
ماجرا		ملک برکت علی صاحب گجرات
شیخ پور		چوہدری احمد دین صاحب گجرات
فتح پور	۱۲۰	رحمت خان صاحب دھیر کے کلاں
دھیر کے کلاں / چوکنانوالی	۱۱۰	حکیم سراج الدین صاحب شادیوال

نام جماعت	رقم بجٹ جو مقرر کی جاچکی ہے	نام والنٹیر جو تشخیص کرے گا
کنجاہ	۱۲۵	اکبر علی صاحب سدوکے
گولیکی	۱۲۵	محمد یوسف صاحب کھوکھر
جوکے سدوکے	۱۲۰	شیخ عبد الغنی صاحب کنجاہ
چک سکندر	۱۲۵	مولوی محمد دین صاحب کھاریاں
گوڑیالہ	۳۰	مولوی محمد دین صاحب تہال
کھاریاں	۶۰۰	حکیم محمد قاسم صاحب لالہ موسیٰ
لالہ موسیٰ	۷۰۰	مولوی محمد دین صاحب کھاریاں
تہال } نارنگ	۱۴۰	مولوی سعد الدین صاحب جہلم / "
اسماعیلہ		مولوی محمد دین صاحب کھاریاں
گھیٹر	۱۰۰	مولوی سعد الدین صاحب جہلم
جوڑا کرنانہ	۷۰	حکیم محمد قاسم صاحب لالہ موسیٰ
کھوکھر	۲۵۰	میاں خانصاحب پنڈی بہاؤالدین
ڈنگہ	۳۰۰	"
ہیلاں	۱۶۰	"
مونگ		"
چکریاں		غلام رسول صاحب مدرس سعد اللہ پور
سعد اللہ پور	۱۸۰	"
رجوعہ		میاں خانصاحب پنڈی بہاؤالدین
حلقہ جہلم		
جہلم	۱۳۰۰	شیخ عبد المالک صاحب کٹڑہ بگیاں امرتسر
چکوال	۲۵۰	مولوی عبد القادر صاحب ہولہ
دوالمیال	۵۰۰	سید زمان شاہ صاحب جہلم
رہتاس	۲۵۰	"
بھونچال کلاں	۳۰	"
ہولہ	۱۰۰	"
پنڈدادنخاں	۲۵	"
رام پور جادہ		"
حلقہ راولپنڈی		
راولپنڈی	۱۸۰۰	شیخ عبد المالک صاحب کوچہ ککے زیاں کٹڑہ بگیاں امرتسر
چنگا بنگیال	۱۲۵	محمد عالم خانصاحب راولپنڈی
کوہ مری	۳۵۰	"
لارنس پور		مختار احمد صاحب کلرک آرسنل راولپنڈی
حلقہ ایبٹ آباد		
مانسہرہ	۳۰۰	عبد الغفور صاحب

نام جماعت	رقم بجٹ جو مقرر کی جاچکی ہے	نام والنٹیر جو تشخیص کریگا
بالاکوٹ	۲۰۰	عبد الغفور صاحب
حلقہ کیمل پور		
کیمل پور	۲۰۰۰	محمد عالم خانصاحب راولپنڈی
حلقہ پشاور		
پشاور	۲۰۰۰	مرزا غلام حیدر صاحب وکیل نوشہرہ
مردان	۱۴۰۰	محمد عالم خانصاحب
مالاکنڈ	۳۰۰	ڈاکٹر فتح دین صاحب نوشہرہ
چھاؤنی نوشہرہ	۱۹۰۰	محمد عالم خانصاحب راولپنڈی
چارسدہ } ترنگ زئی	۵۰۰	ملک محمد الطاف خانصاحب چارسدہ
حلقہ کوہاٹ		
کوہاٹ	۱۰۰۰	ملک عزیز احمد صاحب
شبقدر		ملک الطاف خانصاحب چارسدہ
لنڈی کوتل } خیبر ایجنسی } تہیانہ	۶۰۰	صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب ٹوپی
حلقہ سرحد		
ٹوپی		شمس الدین صاحب خیبر ایجنسی
بنوں	۳۵۰	صاحبزادہ محمد طیب صاحب سرائے نورنگ
حلقہ ملتان		
لودھراں	۲۰۰	شیخ محمد حسین صاحب
شجاع آباد		شیخ فضل الرحمن صاحب اختر
لیہ	۸۰	محمد سلطان صاحب سوداگر چرم لودھراں
بھکر		غلام نبی صاحب کھوکر۔ لیہ۔
اسلام پور } چک ۳۰۹		محمد سلطان صاحب سوداگر چرم لودھراں
علی پور	۲۰۰	میاں محمد حیات خانصاحب
جتوئی		مہر اللہ یار صاحب ٹھیکیدار
بستی رنداں	۳۰	عبد الخالق صاحب احمدی
حلقہ ڈیرہ غازیخاں		
ڈیرہ غازیخاں	۱۲۰۰	خانصاحب محمد اکبر خانصاحب
کوٹ قیصرانی	۳۵۰	چوہدری عبد اللہ خانصاحب احمدی

نام جماعت	رقم بجٹ جو مقرر کی جاچکی ہے	نام والنٹیر جو تشخیص کرے گا
مندرانی		صدر قانونگو ڈیرہ غازی خاں
بستی بزدار		"
حلقہ منٹگمری		
منٹگمری	۴۳۰۰	چوہدری غلام احمد خانصاحب ایڈ... پاکپٹن
چک ۶	۴۵۰	چوہدری محمد شریف صاحب و... منٹگمری
محمود پور } چک ۵۵	۳۵۰	شیخ عبد العزیز صاحب اوکاڑہ
پاکپٹن	۳۷۵	شیخ نیاز محمد صاحب کمپونڈر دیپال...
دیپالپور } حجرہ	۱۶۰	شیخ عبد العزیز صاحب اوکاڑہ
اوکاڑہ	۲۵۰	چوہدری محمد شریف صاحب وکیل منٹگمری
چک ۳۰ } احمدیانوالہ	۳۵۰	چوہدری نور دین صاحب چک ۶
چک ۴۸		"
چیچاوطنی	۱۰	چوہدری غلام محمد صاحب چک ... احمدیانوالہ
رینالہ سٹیٹ	۲۷۵	چوہدری غلام سرور صاحب چک ۵
صدر گوگیرہ	۲۰۰	سراج الدین صاحب رینالہ سٹیٹ
عارفوالہ	۱۲۵	چوہدری غلام احمد صاحب ایڈوکیٹ پاکپٹن
حلقہ فیروزپور		
فیروزپور	۲۶۰۰	بابو محمد اسماعیل صاحب کوٹ کپورا
موگا	۱۷۵	حاجی اللہ بخش صاحب
قصور	۸۰۰	"
زیرہ	۲۰۰	"
فریدکوٹ	۲۵	بابو محمد اسمٰعیل صاحب سٹیشن ماسٹر کوٹ کپورا
سکھانند	۲۵	"
طلیانی	۴۰	حاجی اللہ بخش صاحب
لدھیکے نیویں	۶۰	"
کھربیپڑ	۱۲۰	"
حلقہ ہوشیارپور		
ہوشیارپور		چوہدری عبد السلام صاحب
ماہلپور		"
[illegible]		

نام جماعت	رقم بجٹ جو مقرر کی جاچکی ہے	نام والنٹیر جو تشخیص کرے گا
...پٹیالہ		مولوی نبی بخش صاحب اجمیر
	۳۰	٫٫
	۲۰	٫٫
...پور		٫٫
	۱۷۵	غلام محی الدین صاحب کانٹھاں
...ھ	۳۰۰	چھجو خانصاحب سڑوعہ
	۳۰۰	چوہدری عبداللہ صاحب
...پور	۳۰	چوہدری چھجو خانصاحب
...نکر	۷۰	٫٫
	۵۰	٫٫
	۱۴۰	مولوی عبدالعزیز صاحب
	۱۵۰	٫٫
	۶۲	٫٫
...ل	۱۲۰	مولوی نبی بخش صاحب اجمیر
...پور	۲۰	ماسٹر فتح محمد صاحب
...ر		محمد علی صاحب سڑوعہ
...بیگم پور		چوہدری چھجو خانصاحب
حلقہ جالندھر		
...ھر	۸۰	محمد احمد صاحب وکیل کپورتھلہ
...ھر چھاؤنی	۱۲۰	٫٫
	۵۰۰	عطاء اللہ صاحب وکیل نواں شہر ضلع جالندھر
...ل	۱۵۰	حاجی غلام احمد صاحب کریام
...پور	۱۱۰	٫٫
	۴۵۰	عطاء اللہ صاحب وکیل نواں شہر
...وعہ	۱۲۵	حاجی غلام احمد صاحب کریام
...ل	۵۵۰	محمد عبداللہ صاحب نکودر
...وال امائیاں		٫٫
...یری	۱۱۲	منشی [illegible]دین صاحب بنگہ
...پور / ...ور	۱۰۰	ماسٹر عبدالغنی صاحب لنگیری
حلقہ لدھیانہ		
...ٹ گڈھ		چوہدری عبدالسلام کاٹھ گڑھ
...۔ لوہٹ	۱۳۵	٫٫
حلقہ پٹیالہ		
پٹیالہ	۶۰۰	عبدالغنی صاحب احمدی انبالہ شہر
...سنور	۹۰۰	٫٫
...پور	۸۰	افسر جی عبدالغنی صاحب سنور

نام جماعت	رقم بجٹ جو مقرر کی جاچکی ہے	نام والنٹیر جو تشخیص کریگا
بہپراور	۹۰	افسر جی عبدالغنی صاحب سنور
بنوڑ	۳۰	٫٫
سرہند	۱۱۰	٫٫
ماچھی واڑہ		حکیم عبدالرحمٰن صاحب قریشی غوث گڈھ پٹیالہ
شیر بانی		٫٫
سکھے وال		٫٫
مہدی پور		٫٫
خان پور	۳۰۰	افسر جی عبدالغنی صاحب سنور
سامانہ	۳۰۰	٫٫
محمود پور	۲۰۰	٫٫
نابھہ	۵۰۰	٫٫
رائے پور	۱۰۰	٫٫
بٹھنڈا	۶۰	٫٫
برنالہ	۱۱۰	٫٫
پائل	۲۰۰	٫٫
سنگرور	۱۷۵	٫٫
حلقہ انبالہ		
نکودال	۱۲۵	چوہدری عبدالسلام کاٹھ گڑھ
حلقہ دہلی		
نئی دہلی		شیخ اللہ جوایا صاحب آگرہ
حلقہ شملہ		
شملہ	۲۲۲۵	شیخ غلام علی صاحب
حلقہ جموں		
جموں	۴۰۰	مرزا احمد بیگ صاحب
اکھنور		مستری فیض اللہ صاحب جموں
حلقہ کوئٹہ		
کوئٹہ	۲۰۰۰	شیخ عبدالمالک صاحب کوچہ لگے زئیاں۔ امرت سر
ستونگ	۳۰	محمد اسمٰعیل صاحب کوئٹہ
لورالائی	۱۲۰	٫٫
حلقہ سہارنپور		
سہارنپور	۱۳۵	سید عبدالحی صاحب کمرشل ہوس منصوری
ڈیرہ دون	۳۰۰	
منصوری	۳۲۰	٫٫

نام جماعت	رقم بجٹ جو مقرر کی جاچکی ہے	نام والنٹیر جو تشخیص کرے گا
پیلی بھیت، چندوسی، لکھیم پور	۱۰۸	بابو محمد یونس صاحب بریلی
بریلی	۳۰۰	بابو احمد جان صاحب نینی تال
علی گڑھ	۷۰۰	شیخ اللہ جوایا صاحب آگرہ
آگرہ	۳۰۰	شیخ عبدالمالک صاحب امرتسر
جے پور	۲۰۰	شیخ اللہ جوایا صاحب آگرہ
کانپور، بنارس	۳۰۰	سید ارشد علی صاحب لکھنؤ
لکھنؤ	۲۰۰	شیخ ابراہیم صاحب سوداگر چرم کانپور
بھاگلپور	۱۹۰۰	سید وزارت حسین صاحب
معراج جکش		شیخ عبداللطیف صاحب
مونگھیر	۵۰۰	علی احمد صاحب بھاگلپور
کلکتہ	۱۳۰۰	محمد سعید احمد صاحب برہمن بڑیہ
جلپائگوری		بابو اختر علی صاحب بھاگلپور
برہمن بڑیہ	۳۴۹۶	چوہدری مظفر الدین صاحب کلکتہ
ہیر چک شاہ	۲۹۹	٫٫
بمبئی	۳۵۰	شیخ عبدالمالک صاحب کٹڑہ گھنیاں۔ امرت سر
حیدرآباد دکن	۵۰۰۰	فاضل بھائی سکندرآباد
یادگیری	۱۱۰۰	٫٫

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

احباب خاص توجہ فرمائیں

چندہ فصلانہ بھی وصول کیا جائے

احباب کرام کی توجہ چندہ فصلانہ کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔ ایسے وقت میں جبکہ ہر جگہ فصلیں طیار کھلیانوں میں جمع ہیں آپ تشخیص آمدنی و چندہ کے لئے تشریف لیجائینگے۔ زمیندار احباب کی آمدنی کا صحیح اندازہ چند سال کی واقعی پیداوار کے اوسط سے ہو سکتا ہے۔ اسلئے اس وقت جبکہ احباب تمام آمدنی کا اندازہ کرینگے۔ مناسب ہے۔ بلکہ ضروری ہے۔ کہ وہ موجودہ چندہ کی وصولی کا بھی پورا انتظام فرمائیں تاکہ بعد ازاں انکی تشخیص پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ کیونکہ جو آمدنی وہ تجویز کرینگے۔ اس کا چندہ بھی وہ وصول کرالیں گے۔ بجٹ میں آمدنی اور چندہ کے اندراجات جو انسپکٹروں کے ذریعہ کرائے جاتے ہیں۔ ان پر بعد کو اکثر زمیندار احباب کی طرف سے یہ عذرات اکثر پیش ہوتے رہے ہیں۔ کہ ایک صاحب آئے تھے۔ وہ کچھ لکھکر لے گئے۔ ہم اسکے ذمہ دار نہیں ہیں۔ جو احباب زمیندار جماعتوں میں تشخیص کیلئے جائیں۔ ان کو نہایت احتیاط سے ہر ایک احمدی

عرق نور

عرق نور۔ امراض جگر اور بدنی کمزوری۔ کمی خون۔ کمی اشتہاء۔ دائمی قبض پرانے بخار۔ دھڑکہ دل (اختلاج قلب) بوجہ خرابی معدہ یا جگر کے ہے اکیسیر بڑھکر ہے۔ اور امراض مستورات۔ افراط یا قلت خون کمر یا پیڑو میں درد۔ بچہ دانی میں ورم یا سیلان رحم میں اور مرض ... کے لئے تریاق۔ اس کے استعمال سے ہزاروں گھر با اولاد ہوگئے صرف ایک شہادت درج کی جاتی ہے۔ باقی ... بابو محمد منیر خان صاحب احمدی سیال کلرک دفتر آرٹسل کوئٹہ سے تحریر کرتے ہیں۔ کہ میرے گھر بچہ پیدا ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح صاحب کی دعاؤں اور ڈاکٹر نور بخش صاحب احمدی پنشنر قادیان کے ایجاد کردہ عرق نور سے ہوا۔ یہ عرق نہایت ہی مفید ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو اس کا اجر عطاء فرما دے۔ اور احباب کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطاء کرے آمین

نیز یہ عرق مرض جلودھر اور استسقاء لحمی میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ باوجود کثیر الفوائد کے قیمت بالکل قلیل رکھی گئی ہے۔ ایک بوتل کلاں جس میں بارہ[12] چھٹانک عرق ہوتا ہے۔ بمع بوتل عہر۔ بغیر بوتل عمر۔ بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے وزن پاؤ بختہ ہوتا ہے۔ پرچہ ترکیب ہمراہ روانہ کیا جاتا ہے۔

ملنے کا پتہ

موجد عرق نور۔ ڈاکٹر نور بخش گورنمنٹ پنشنر انڈیا اینڈ افریقہ قادیان ضلع گورداسپور

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ انکو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج وغم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہوکر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

عبد الرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

وصیتیں

نمبر ۳۱۵۰ ۔ میں عبد القادر صدیقی ولد محمد عبد الرحمن صاحب صدیقی قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۱۳ء ساکن حیدر آباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد ۱۹۱ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جائداد جس قدر ثابت ہو اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد محمد عبد القادر صدیقی گواہ شد۔ عبد اللہ الہ دین۔ گواہ شد۔ سید بشارت احمد جنرل سکرٹری۔

نمبر ۳۱۴۹ ۔ میں حاجی علی محمد ایم۔ اے ایڈن ولد حاجی سیٹھ عبد اللہ الہ دین قوم خوجہ پیشہ تجارت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۹ء ساکن سکندرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد ... روپیہ سکہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد علی محمد ایم۔ اے ایڈن۔ گواہ شد عبد اللہ الہ دین۔ گواہ شد۔ سید بشارت احمد جنرل سکرٹری۔

نمبر ۳۱۳۹ ۔ میں چراغ الدین ولد جان محمد قوم حجام پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر ۵۵۹ احمد آباد ڈاکخانہ چک نمبر ۵۶۲ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ اسوقت میری ماہوار آمد ۱۴ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ چراغ الدین حال مدرس چک $\frac{6}{11.L}$ ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری۔ حال وارد قادیان بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد ابراہیم ولد میاں محمد حسین احمدی چک نمبر $\frac{6}{11.L}$ ضلع منٹگمری حال وارد قادیان۔ گواہ شد۔ عبد الحکیم بقلم خود حال وارد قادیان۔

نمبر ۳۱۸۷ ۔ میں صفیہ سلطانہ زوجہ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب قوم قریشی ہاشمی عمر ۱۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے مہر ایکہزار روپیہ۔ زیور قیمتی مبلغ تین صد روپیہ۔ جس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجاوے گی۔ العبد۔ صفیہ سلطانہ اہلیہ ڈاکٹر سید محمد حسین انڈین ملٹری ہاسپٹل کیمبل پور حال وارد قادیان۔ گواہ شد۔ خاکسار محمد حسین ڈاکٹر انڈین ملٹری ہاسپٹل کیمبل پور حال وارد قادیان۔ گواہ شد۔ محمد ظہور الدین اکمل بقلم خود۔

نمبر ۳۱۹۳ ۔ میں راج بی بی زوجہ غلام مرتضےٰ قوم جٹ زمیندار عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۱۸ء ساکن چک $\frac{145}{10.R}$ ڈاکخانہ جہانیاں ضلع ملتان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ ... کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد زیور قیمتی ... روپیہ اور حق مہر ... روپیہ ہے۔ میں اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں کہ اگر میری وفات کے بعد کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم وصیت کی مد میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ کاتب الحروف غلام مرتضےٰ۔ العبد۔ راج بی بی۔ گواہ شد۔ غلام مرتضیٰ خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ اکبر علی بقلم خود حال وارد قادیان۔

نمبر ۳۱۴۸ ۔ میں محمد علی سوداگر ولد ... صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۴۴ سال ... ساکن حال مقیم الہ آباد ڈاکخانہ الہ آباد تحصیل الہ آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد تخمیناً ۵۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔

(۲) میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ محمد علی بقلم خود۔ گواہ شد۔ احمد جان عفی عنہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد حسین نمبر ۲۶ شرف گنج لکھنؤ

ہندوستان کی خبریں

—— لاہور ۲ مئی۔ آج رائے صاحب پنڈت سری کرشن سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ سازش لاہور کا آخری روز تھا۔ استغاثہ کی طرف سے مسٹر نوڈ نے سپیشل مجسٹریٹ کا شکریہ ادا کیا سردار بھگت سنگھ نے ملزمان کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ کہ مجھے تسلیم کرنے میں تامل ہے۔ کہ یہاں بغیر جانبداری رہی ہے۔ ہمیں مجسٹریٹ کی ذات سے کوئی رنجش نہیں۔ لیکن اس امر کی شکایت ضروری ہے۔ کہ پولیس اور استغاثہ آپ کی شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھاتا رہا ہے۔

مجسٹریٹ صاحب نے جوابی شکریہ ادا کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ سوموار سے مقدمہ خاص عدالت کے روبرو پیش ہوگا۔

—— پشاور۔ دیہاتوں میں بڑھتی ہوئی بے چینی کو روکنے کے لئے تحصیل چارسدہ ضلع پشاور کے مالیہ میں بہت سی تخفیف کر دی گئی ہے۔

—— بمبئی ۳ مئی۔ ہندوستان کے جرنلسٹوں کی ایسوسی ایشن کی ایگزیکٹو کمیٹی بمبئی نے پریس آرڈیننس کے خلاف پر زور پروٹسٹ کیا ہے۔ اور اسے آزاد جرنلزم کی توہین قرار دیا ہے۔ اور حکومت کو مشورہ دیا ہے۔ کہ اسے فوری طور پر معطل کر دے۔ تاکہ گورنمنٹ کی نیت پر لوگوں کا اعتماد بحال ہو جائے۔

—— مظفرپور ۲ مئی۔ افواہ گرم ہے۔ کہ مسٹر گیا پرشاد سنگھ کا ارادہ ہے۔ کہ آپ بھی اسمبلی کی صدارت کے امیدوار بنیں۔

—— کلکتہ ۳ مئی۔ مسٹر وی۔ جے پٹیل سابق صدر لیجسلیٹو اسمبلی آج صبح یہاں پہنچے۔ انہیں ایک جلوس میں جو خلاف قانون تھا۔ لے جایا جا رہا تھا۔ کہ پولیس نے لاٹھیوں کے حملہ سے اسے منتشر کر دیا۔ کئی اشخاص کے ضربات آئیں۔

—— شملہ ۲ مئی۔ ملک معظم کے یوم پیدائش کی تقریب پر تین جون کو سرکاری دفاتر میں تعطیل ہوگی۔

—— کٹھیالہ ۲۶ اپریل۔ پرسوں ۲۴ اپریل کو ۷۷ ذکور و اناث بازیگران ڈیرہ بم مسلمان ہو گئے۔ الحمدللہ۔

—— شملہ ۲ مئی۔ مسٹر اے۔ ایل گارڈن واکر آئی۔ سی۔ ایس کو کام شروع کرنے کی تاریخ سے ۱۵ جولائی تک عدالت عالیہ لاہور کا ایڈیشنل جج مقرر کیا گیا ہے۔

—— لاہور۔ یکم مئی۔ آنریبل سر ایگزنڈر سٹو کے رخصت پر جانے کے سلسلے میں گورنر بہ اجلاس کونسل نے سر ہنری کریک سی۔ ایس۔ آئی۔ کو عارضی طور پر ایگزیکٹو کونسل کا رکن مقرر کیا ہے اور انکی جگہ نواب ملک محمد حیات خان نون ڈپٹی کمشنر کو کمشنر لاہور کے منصب جلیلہ پر سرفراز کیا گیا ہے۔

—— جلالپور ۲ مئی۔ مسعود رانکے پٹی داروں نے اپنے مزارعین کو اجازت دے دی تھی۔ کہ دو روز کھجور کے درخت کاٹنے میں مصروف رہیں۔ یہ لوگ جلوس کی شکل میں ترببہ جبار کسیم استہیں گئے۔ دو دن میں پانچ ہزار درخت کاٹے گئے۔

—— شملہ ۳ مئی۔ رائے بہادر ڈاکٹر موتی ساگر مزید دو سال کے لئے دہلی یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر کر دیئے گئے

—— کلکتہ ۲ مئی۔ آج صبح کالج سکوائر کے پڑوس میں ان اخبارات کا الاؤ روشن کیا گیا۔ جنھوں نے اپنی اشاعت بند نہیں کی۔ ہاکر دن (اخبارات بیچنے والوں) کی سخت مزاحمت کی گئی۔ یاسومتی کے دفتر کے سامنے بلوہ اور فساد برپا کرنے کے جرم میں تین نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا۔ چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے ہر ایک کو آٹھ آٹھ دن قید بامشقت کی سزا دی

—— رنگون ۳۰ اپریل۔ شہزادی رونق زمانی بیگم صاحبہ کا جو آخری تاجدار دہلی ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی خلد آشیانی کی پوتی تھیں۔ اور سلطنت مغلیہ اور شاہی خاندان دہلی کی آخری یادگار تھیں۔ بعمر ۸۰ سال رنگون میں انتقال ہو گیا۔

—— لاہور ۳ مئی۔ لاہور سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام کل لاجپت رائے ہال میں ایک پبلک جلسہ ہوا۔ صدارت کے فرائض بیگم ڈاکٹر محمد عالم نے ادا کئے۔ آپ پہلے برقعہ پہنا کرتی تھیں۔ لیکن جس دن سے ڈاکٹر صاحب گرفتار ہوئے ہیں۔ آپ نے اور آپ کی لڑکی نے برقعہ اتار دیا ہے۔

—— جلالپور ۵ مئی۔ گاندھی آج اپنے کیمپ کراڈی میں آدھی رات کے وقت گرفتار کئے گئے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور مسلح پولیس مینوں کی معیت میں جلالپور سے کراڈی کو روانہ ہوئے۔ اور وہاں ۱۲ بجکر ۴۵ منٹ پر پہنچے گاندھی جی گہری نیند سو رہے تھے افسروں نے ٹارچ کی روشنی ڈالی۔ اور آپ جاگ اٹھے۔ سپاہیوں نے چارپائی کا محاصرہ کر لیا۔ گاندھی جی نے دریافت کیا۔ کیا آپ کو میری ضرورت ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اثبات میں جواب دیا۔ اور کہا "ہم آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آئے ہیں" آپ نے دریافت کیا۔ کیا آپ کو میرے دانت صاف کر لینے پر تو اعتراض نہیں۔ ڈسٹرکٹ پولیس سپرنٹنڈنٹ نے جواب دیا۔ کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ دانت صاف کرتے ہوئے گاندھی جی نے مجسٹریٹ سے کہا کیا میں جان سکتا ہوں۔ کہ مجھے کس الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اس پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حسب ذیل وارنٹ پڑھ کر سنایا "چونکہ گورنمنٹ مسٹر ایم۔ کے گاندھی کی سرگرمیوں کو تشویش سے مشاہدہ کر رہی ہے۔ اس واسطے وہ ہدایت کرتی ہے۔ کہ اسے ریگولیشن ۲۵ ۱۸۲۷ء نظربند کر دیا جائے۔ اور جب تک گورنمنٹ کی مرضی ہو۔ اسے نظربند رکھے۔ اور اسے فی الفور یرواڈہ سنٹرل جیل میں پہنچا دیا جائے۔ وارنٹ پر بمبئی گورنمنٹ کے دستخط تھے۔ اسوقت تک ۱ بجکر ۱۰ منٹ ہو چکے تھے۔ آپ کو پولیس کے سپاہیوں کے ساتھ موٹر لاری میں بٹھا دیا گیا۔ بمبئی گجرات میل کے ساتھ ایک سپیشل کمرہ لگایا گیا۔ اس میں مہاتماجی کو بوریولی لیجایا گیا۔ جو بمبئی سے ۲۳ میل دور ہے۔

—— بمبئی ۵ مئی۔ بمبئی گورنمنٹ نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ مسٹر گاندھی جی کو ۵ مئی کو گرفتار کر کے یرواڈہ جیل میں بھیجدیا گیا۔ سول نافرمانی کی تحریک کا جس کے آپ سب سے بڑے محرک رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں قانون کی وسیع پیمانہ پر کھلم کھلا نافرمانی کی گئی۔ اور کئی جھگڑے ہوئے۔ جن سے امن عامہ بھی خطرہ میں پڑا۔ اگرچہ آپ ان تشدد آمیز واقعات پر اظہار افسوس کرتے رہے۔ مگر ان کے شوریدہ سر پیروؤں پر ان کے پروٹسٹ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ ان کے احتجاج کا اثر روز بروز کمزور ہوتا گیا۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ وہ اب ان پر قابو پانے کے قابل نہیں۔

—— لاہور ۴ مئی۔ گورنمنٹ ہند کے گزٹ میں اعلان ہوا ہے۔ کہ جو گواہ اس وقت تک رائے صاحب پنڈت سری کرشن کی عدالت میں مقدمہ سازش لاہور کے سلسلہ میں پیش ہو چکے ہیں۔ ان کو اب طلب نہیں کیا جائے گا۔ یعنی جو شہادت اس وقت تک ریکارڈ پر آ چکی ہے۔ اسکا اعادہ نہیں ہوگا۔

—— شملہ ۵ مئی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ لفٹننٹ کرنل آرتھر اوبرن کی کتاب "کیا انگلستان کے ہاتھ سے ہندوستان جاتا رہے گا" جو مسٹر الفرڈ نے ناف نے لنڈن سے شائع کی ہے۔ ضبط کر لی گئی ہے۔ اسے دوبارہ شائع کرنا یا اس کا کوئی ترجمہ اپنے پاس رکھنا جرم ہے

—— کراچی ۴ مئی۔ ملک میں اس وقت جو صورت حالات پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے پولیس آج تنفنگ دوکانداروں سے ۶ لاکھ کارتوس۔ سات سو آرمس اور ایک سو بیس پونڈ بارود لے گئی ہے۔

—— لاہور ۲ مئی۔ گورنر جنرل ہند کے جدید آرڈیننس کے اعلان کے مطابق پنجاب کے چیف جسٹس صاحب نے لاہور کے مقدمہ سازش کے لئے جدید ٹربیونل مقرر کر دیا ہے اس کے صدر آنریبل جسٹس مسٹر کولڈ سٹریم اور ارکان آنریبل جسٹس مسٹر آغا حیدر و آنریبل جسٹس مسٹر ہلٹن مقرر ہوئے ہیں

—— لاہور ۵ مئی۔ آج پونچھ ہاؤس میں سپیشل ٹریونل کے روبرو مقدمہ سازش لاہور کی سماعت شروع ہوئی۔ تمام دروازوں اور گراؤنڈ پر مسلح پولیس کنسٹیبلوں کا پہرہ تھا۔ ملزمان نے کمرہ عدالت میں آتے ہی نعرے لگائے۔ اور قومی گیت گایا۔ بھگت سنگھ نے اپنے والد سے

ملاقات کی درخواست کی جسٹس کولڈ سٹریم نے کہا۔ تحریری درخواست دے دیجئے۔ اور اس میں وجوہات بیان کیجئے۔ مسٹر راجگورو نے مترجم طلب کیا گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے کہا۔ کہ ملزم راجگورو عدالت کی زبان سمجھتا ہے